حالات وواقعات

حضرت سید کبیرالدین شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ (گجراتی)



ترتیب و تحریر

محمد طارق نقشبندی

خطیب جامع مسجد دربار حضرت شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ گجرات

فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

شہادۃ العالمیہ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

کتاب کا نام	حالات وواقعات حضرت شاہ دولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ
ترتیب وتحریر	محمد طارق نقشبندی
صفحات	88
کمپوزنگ	ملک غلام مقتدر قادری (المدینہ گرافکس گجرات)
باراول	جون 2005ء
تعداد	2000
ناشر	حافظ محمد سعید (نارووال) 0300-9492055
قیمت	35 روپے
رابطہ فون نمبر	محمد طارق نقشبندی
	موبائل: 0300-6228583

ملنے کے پتے

۱۔ جامع مسجد دربار حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ گجرات

۲۔ ضیاء القران پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ لاہور

۳۔ سنی کتب خانہ، مرکز الاولیس، دربار مارکیٹ لاہور

۴۔ کامران بک شاپ نزد دربار شریف شاہ دولہ روڈ گجرات

۵۔ مکتبہ فیضان عطار بالمقابل مین گیٹ دربار حضرت شاہ دولہ صاحب گجرات

۶۔ مکتبہ فاروقیہ دارالعلوم جامعہ فاروقیہ رضویہ گجر پورہ گھوڑے شاہ روڈ لاہور
فون نمبر 042-6826970

۷۔ مدینہ بک ہاؤس شاپ نمبر 26 کمیٹی مارکیٹ اردو بازار گجرات

Scanned with CamScanner

فہرست

Scanned with CamScanner

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق فرمائی تو جہاں اس کی جسمانی غذاء اور نشوونما کا اہتمام فرمایا۔ وہاں روحانی غذا کا بھی انتظام فرمانے کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تا کہ خالق ومخلوق کا تعلق قائم رہے۔ یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر خاتم الانبیاء والرسل حضور سید عالم ﷺ پر اختتام پذیر ہوتا ہے احکام اسلام، تعلیمات نبوی ﷺ کی تبلیغ اور امت مصطفوی ﷺ کی رشد وہدایت کا فریضہ علماء ربانی پر عائد ہوتا ہے ہر دور میں اولیاء کاملین، صلحاء امت اور علما ربانی نے تبلیغ رشد وہدایت کا فریضہ سرانجام دیا۔ ان میں سے ایک ہستی سلطان الاولیاء، محبوب العلماء، پیکر جود وسخا حضرت سید کبیر الدین المعروف شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ہے جس نے لوگوں کو خدا کی توحید، محبت رسول ﷺ، مخلوق خدا سے پیار اور بالخصوص معذور ومجبور دکھی انسانوں سے محبت وہمدردی کا درس دیا یقیناً یہ اللہ تعالی کا فضل وکرم اور اسکے محبوب ﷺ کی نظر عنایت، قبلہ سیدی ومرشدی دامت برکاتہ العالیہ کی نگاہ فیض ہے اور والدین کی شب وروز کی خصوصی دعاؤں کا صدقہ ناچیز اس قابل ہوا کہ کچھ لکھے۔ ورنہ بندہ ناچیز نہ محقق ہے نہ عالم فاضل، بس اولیاء کرام کے غلاموں کی فہرست میں نام لکھوانے کی یہ حقیری سی کاوش ہے، تا کہ قیامت کے دن بطفیل اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالی اس سیاہ کار کیلئے ذریعہ بخشش ونجات بنے اس تحریر کا مقصد تعلیمات حضرت شاہد دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ اور آپکے پسندیدہ اعمال سے مسلمانوں کو روشناس کرانا ہے تا کہ لوگ عمل کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوار سکیں۔ قارئین کی خدمت میں گذارش ہے کہ اگر کوئی خامی دیکھیں تو مطلع

فرمائیں۔ اور اپنی دعاؤں میں اس گنہگار کو ضرور یاد رکھیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے اور حضرت شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کا صدقہ میرے جملہ اساتذہ کرام، میرے والدین، مجھے اور میرے اہل وعیال عزیز واقارب کو دنیا اور آخرت میں اپنے سایہ رحمت میں رکھے اور میری آنے والی اولاد کو عالم دین باعمل بنائے آمین بجاہ نبیک الکریم ﷺ

محمد طارق نقشبندی

اَلاِھدَاءُ

پیر طریقت، رہبر شریعت، محسن اہلسنت، عالم باعمل، یادگار اسلاف مجسمہ سادگی پاسبان مسلک اہلسنت وحنفیت، مؤید وعامل تحقیقاتِ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ استاذ العلماء، شیخ الحدیث والتفسیر، سیدی ومرشدی حضرت قبلہ مفتی

محمد عبدالغفور صاحب نقشبندی شرقپوری دامت برکاتہ القدسیہ

بانی و ناظم اعلیٰ مرکزی دارالعلوم جامعہ فاروقیہ رضویہ باغبانپورہ لاہور کی خدمت میں

گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد طارق نقشبندی

انتساب

اپنے پیارے مہربان اور پابند صوم وصلوٰۃ

والدین کے نام

جن کے دینی و مذہبی شوق کے سبب میں نے علم دین حاصل کرکیا۔ اور ان کی شب وروز کی خصوصی دعاؤں کا صدقہ میں اس قابل ہوا۔

خاکپائے شیر ربانی حضرت میاں

شیر محمد شرقپوری نور اللہ مرقدہ

محمد طارق نقشبندی غفرلہ

اظہار تشکر

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا کروڑ کروڑ شکر ہے جس نے اپنے محبوب ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے مجھ حقیر کو علم دین حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائی پھر مزید یہ کرم کہ مجھے کچھ لکھنے کی ہمت عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل قرآن وحدیث کا مزید فہم عطا فرمائے۔ اور عمل کی توفیق بخشے۔ اور دنیا اور آخرت میں اپنی مہربانی شامل حال رکھے۔

بعدازیں میں اپنے تمام اساتذہ کرام کا بھی ممنون ومشکور ہوں جن سے میں نے علم دین حاصل کیا۔ بالخصوص استاذی المکرم سیدی ومرشدی حضرت علامہ قبلہ مفتی محمد عبدالغفور صاحب نقشبندی شرقپوری دامت برکاۃ القدسیہ کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کے سلسلے میں بڑی قیمتی اور علمی ہدایات سے نوازا۔ اور میری راہنمائی فرمائی۔

حضرت صاحبزادہ محمد عبدالرؤف صاحب (لاہور)، محترم جناب انجینئر بابر سیہول صاحب (لاہور)، محترم جناب عبدالمالک بٹ صاحب (لائبریری انچارج جامع مسجد دربار حضرت شاہ دولہ صاحب)، حاجی محمد عارف صاحب، سید مسعود پرویز صاحب اور خصوصاً جناب حافظ محمد سعید صاحب مدرس جامع مسجد دربار حضرت شاہ دولہ صاحب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے یہ کتاب لکھنے کی طرف توجہ دلائی اور اصرار کیا۔

محمد طارق نقشبندی غفرلہ

تعارف مصنف

ازقلم خطیب اہلسنت حضرت علامہ الحاج الحافظ القاری محمد سالک صاحب خطیب جامع مسجد صدیقیہ داروغہ والا لاہور۔

پیدائش

مولانا حافظ محمد طارق نقشبندی بن عنایت علی 23 فروری 1971ء کو تحصیل کامونکی ضلع گوجرانوالہ کے آبائی گاؤں بھوپر میں پیدا ہوئے

تحصیل علم

ابتدائی دنیاوی تعلیم گاؤں کے سکول سے حاصل کی۔ چھٹی جماعت پاس کرنے کے بعد اپنے اور خصوصاً والدین کے دینی مذہبی شوق کی وجہ سے قرآن کریم حفظ کرنا شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اسکے حبیب ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے 1983ء میں قرآن پاک مکمل حفظ کرلیا۔ اسی سال سے لیکر تا حال نماز تراویح میں قرآن حکیم سنا رہے ہیں۔

درس نظامی کا آغاز

قران پاک حفظ کرنے کے بعد درس نظامی کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے مرکزی دارالعلوم جامعہ فاروقیہ رضویہ گھوڑے شاہ روڈ باغبانپورہ لاہور میں داخلہ لیا۔ اور موقوف علیہ تک درس نظامی مکمل کیا۔ اور تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے تحت تمام امتحانات

Scanned with CamScanner

اعلیٰ پوزیشن میں پاس کیے

اساتذہ کرام

جن ممتاز اساتذہ کرام سے موقوف علیہ تک درس نظامی پڑھا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں شیخ الحدیث والتفسیر، استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور صاحب نقشبندی شرقپوری، شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد اشرف صاحب نقشبندی، شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت مفتی محمد عبدالطیف صاحب نقشبندی مجددی (گجراتی)، استاذ الحفاظ حضرت علامہ حافظ اللہ لوک صاحب (نارووال)، حضرت علامہ محمد یسٰین صاحب نقشبندی، حضرت علامہ محمد امین صاحب نقشبندی، حضرت علامہ رحیم بخش صاحب سعیدی، حضرت علامہ منیر احمد قصوری صاحب، حضرت مولانا قاری جان محمد، صاحب اور حضرت قاری محمد اجمل صاحب۔

موقوف علیہ تک درس نظامی مکمل کرنے کے بعد دورہ حدیث شریف کیلئے اہلسنت و جماعت کی مشہور اور عظیم دینی درسگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور میں داخل ہوئے۔ اور 1993ء میں دورہ حدیث مکمل کیا۔ اور تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے تحت درجہ ممتاز میں امتحان پاس کیا۔ مندرجہ ذیل مشہور اور ممتاز اساتذہ کرام سے دورہ حدیث شریف پڑھا۔ شیخ الحدیث والتفسیر مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی محمد عبدالطیف قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ اور شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب

بیعت

1985ء میں پیر طریقت، رہبر شریعت، محسن اہلسنت، یادگار اسلاف شیخ الحدیث والتفسیر استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور صاحب نقشبندی شرقپوری دامت برکاتہ العالیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔

اشاعت دین کا جذبہ

دوران درس نظامی میٹرک کا امتحان بھی پاس کیا۔ زمانہ طالب علمی میں مدرسہ کے قریبی محلّہ سرفراز کالونی کی مسجد البدر رضویہ میں امامت کے فرائض بھی سرانجام دیئے اور ساتھ عوام اہلسنت خصوصاً نوجوان نسل میں دینی جذبہ بیدار کرنے کیلئے ایک تنظیم بنام ''انجمن تحفظ مقام مصطفےٰ ﷺ'' قائم کی جس کے زیر اہتمام اکثر و بیشتر اصلاحی پروگرام کرتے اور نوجوانوں میں دینی جذبہ اور حمیت اسلام پیدا کرنے کیلئے انتہائی کوششیں کیں۔ یہاں تک کہ حافظ صاحب کی محنت اور کاوشوں سے محلے کے اکثر نوجوان پکے سنی اور نمازی بن گئے۔ اسی انجمن کے زیر نگرانی دینی اور نظریاتی لٹریچر کی اشاعت و ترویج کا بندوبست کیا۔ جسکی وجہ سے اہل محلّہ اور قرب و جوار کے لوگ گمراہی اور بدعقیدگی سے محفوظ ہوگئے۔ عرصہ دراز تک اس مسجد میں خدمت دین سرانجام دیتے رہے۔ آج بھی لوگ وہاں ان کی محنت و کاوش کو یاد کرتے ہیں۔ اور حافظ صاحب کا تذکرہ بڑے احترام سے کرتے ہیں۔

دورہ حدیث شریف سے فراغت کے بعد اسی سال 1993ء میں محکمہ اوقاف پنجاب میں خطابت و امامت کے فرائض سرانجام دینا شروع کیے۔ اور تقریباً عرصہ بارہ

Scanned with CamScanner

سال سے محکمہ اوقاف میں خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ عرصہ نو سال سے تا حال جامع مسجد دربار حضرت شاہ دولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ گجرات میں خطابت و امامت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اور گجرات میں بھی انجمن تحفظ مقام مصطفےٰ ﷺ قائم کی۔ جس کے تحت ہر سال میلاد النبی ﷺ اور دیگر اہم موضوعات پر اجتماعات منعقد کرتے ہیں۔ اور مسجد دربار شریف میں دینی لائبریری ''سلطان محمود لائبریری'' حضرت قبلہ قاضی سلطان محمود آوانی رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت سے قائم کی ہے۔

اس طرح اپنے آبائی گاؤں بھوپر ضلع گوجرانوالہ میں بھی تنظیم انجمن تحفظ مقام مصطفےٰ ﷺ قائم کی۔ اور مسلک حق اہلسنت و جماعت کا پیغام عوام تک پہنچانے کیلئے دینی لائبریری بنام ''شیر ربانی لائبریری'' قدرۃ السالکین، ولی کامل حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری نور اللہ مرقدہ کی نسبت سے قائم کی۔ المختصر مولانا موصوف کا جہاں بھی تعلق رہا ہے ہر جگہ دینی کاموں میں گہری دلچسپی سے حصہ لے رہے ہیں۔ کتاب ھذا بھی خدمت دین کے حوالہ سے مولانا کی ایک اہم کاوش ہے جس کی بڑی اشد ضرورت تھی۔ کیونکہ اکثر زائرین اور عقیدت مند جب حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے حالات زندگی کے متعلق کوئی کتاب طلب کرتے تو انہیں سخت مایوسی ہوتی۔ حافظ صاحب نے کافی حد تک اس کمی کو پورا کیا۔ اور اس کتاب کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ حافظ صاحب نے حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ حالات زندگی کے ساتھ مسلک حق اہلسنت و جماعت کے چند ضروری مسائل پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ جس سے جاہل لوگوں کی پیدا کردہ خرابیوں کے سبب مسلک حق اہلسنت و جماعت سے

نفرت کو دور کرنے میں کافی حد تک مدد ملے گی

دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کا صدقہ مولانا حافظ محمد طارق صاحب نقشبندی کی دینی خدمات کو قبول فرما کر مزید خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کے علم، عمل، عمر اور خلوص میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔ ایمان پر خاتمہ اور قیامت میں حضور پرنور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ ﷺ کا قرب اور شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین وصل اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین

حافظ محمد سالک

خطیب جامع مسجد صدیقیہ خان کالونی

دھوبی گھاٹ داروغہ والا لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (.) وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (.) وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِالْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلِيَآءِ اُمَّتِهٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِهٖ وَ مِلَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِااللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (.) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (.) اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (.) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (.) لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ (ط) لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ (ط) ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (.)

ترجمہ کنزالایمان:۔

سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔ انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی اور آخرت میں۔ اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

عقائد اہلسنت کے چند اہم مسائل کی وضاحت

اولیاء اللہ کا مرتبہ ومقام

یہ وہ پاکیزہ گروہ ہے کہ جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات نازل فرمائیں۔ ارشاد ربانی ہے "اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ" یعنی اللہ کریم نے اس مقدس جماعت کیلئے یہ سند نازل فرمائی کہ یہ ہر خوف اور غم سے آزاد ہے نہ دنیا میں کوئی خوف ہے۔ نہ قبر کا ڈر ہے اور نہ حشر کا خطرہ ہے۔

اولیاء اللہ کون ہیں؟

ان کی نشانی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں سورۃ یونس آیت نمبر 63 پارہ نمبر 11 میں اولیاء اللہ کی دو صفتیں بیان کی ہیں۔ ارشاد ربانی ہے "اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ

1:۔ جو ایمان لائے۔

2:۔ اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔ یعنی ایمان اور تقوٰی یہ ولایت یعنی قرب الٰہی حاصل کرنے کیلئے دو لازمی شرطیں ہیں۔ ایمان اور تقوٰی کے بغیر کوئی اللہ کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قرب الٰہی حاصل کرے اور اطاعت الٰہی میں مشغول رہے جیسا کہ بخاری شریف میں حدیث قدسی ہے کہ "وَمَا تَقَرَّبَ اِلَىَّ عَبْدِىْ بِشَيْءٍ اَحَبَّ اِلَىَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهٗ عَلَيْهِ" اور میرا بندہ میری کسی محبوب چیز کے ذریعے میرا اتنا قرب حاصل نہیں کرسکتا جتنا کہ میرے فرائض کو ادا کر کے میرا

قرب حاصل کرسکتا ہے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ''ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے خدا یاد آئے''، متکلمین کہتے ہیں ولی وہ ہے جو اعتقاد صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمال صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔ اولیاء کرام کے انہی اوصاف کی ترجمانی کرتے ہوئے اور اولیا اللہ کا مرتبہ و مقام بیان کرتے ہوئے مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ

پیرِ کامل صورت ظلِ الٰہ
یعنی دید پیر دیدِ کبریا

اور اس کے برعکس جو خلاف شریعت کام کرے۔ اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزی کرے۔ یعنی نماز، روزہ ادا نہ کرتا ہو، اسکی وضع قطع شریعت کے مطابق نہ ہو اور دعوی ولایت کرتا ہو ایسا شخص اپنے دعوٰی میں جھوٹا ہے سید الاولیاء حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ ایسے ہی شخص کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ

خلافِ پیمبر کسِ رہ گزید
ہر گز بمنزل نہ خواہد رسید

یعنی حضور سید عالم ﷺ کے طریقہ مبارک کی خلاف ورزی کرنے والا کبھی بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اس کا تذکرہ اس طرح فرمایا آپ فرماتے ہیں کہ

کارِ شیطاں می کند نامش ولی
گرولی ایں است لعنت برولی

یعنی کام شیطانی کرے اور نام ولی رکھوائے فرماتے ہیں۔ ایسے ولی پر لعنت ہے۔

موجودہ دور میں کئی جاہل، بے عمل اور فاسق و فاجر اعلانیہ شریعت مطہرہ کی مخالفت کرنے والے اپنے آپ کو ولی اور پیر سمجھتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں۔ حقیقتاً ایسے ہی جاہل، اور بے عمل لوگوں نے مسلک حق اہلسنت و جماعت اور عوام اہلسنت کو بہت زبردست نقصان پہنچایا ہے۔ پڑھے لکھے افراد جب قرآن و حدیث پڑھتے اور سنتے ہیں اور دوسری طرف ان جاہلوں کی حرکتوں کو دیکھتے ہیں تو وہ لوگ کہتے ہیں اگر ایسی جاہلانہ اور خلاف شرع حرکات کا نام سنیت ہے تو ہم سنی ہونے سے رہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ ان جاہل بے عمل اور فاسق وفاجر پیروں کو دیکھ کر بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ مل جاتے ہیں اور گمراہ ہو جاتے ہیں۔ تو آپ نے دیکھا کہ ایسے بے علم (جاہل) اور بے عمل پیر نے مسلک حق اہلسنت و جماعت کو کتنا زبردست نقصان پہنچایا ہے اور اس نقصان کے ذمہ دار یہ جاہل پیر ہیں۔ تو اس نتیجے کے بعد یہ بات کہنا بالکل بجا اور حقیقت ہو گی کہ ایسے جاہل لوگ پیر تو یقیناً نہیں ہو سکتے ہاں مسلک حق اہلسنت و جماعت کیلئے درد (پیٹر) ضرور ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے اور عوام اہلسنت کو ایسے جاہلوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور سنیوں کو عقل و شعور عطا فرمائے۔

Scanned with CamScanner

ہاں تو یہ بات خصوصی توجہ سے پڑھیں اور اس کو یاد کر کے اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں تک پہنچائیں کہ ہمارے مسلک حق اہلسنت و جماعت میں پیر کیلئے کون سی شرائط ہیں ان میں سے اگر ایک شرط بھی کم ہو تو ایسا شخص مسلک حق اہلسنت و جماعت کے نزدیک پیر نہیں ہوسکتا۔ شرائط ملاحظہ فرمائیں۔

خلیفہ مجاز امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ، صاحب بہار شریعت، صدر الشریعہ حضرت مولانا شاہ محمد امجد علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ اعظمی رضوی سنی حنفی قادری برکاتی نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف بہار شریعت کے حصہ اول کے آخر میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ پیری کے لیے چار شرطیں ہیں قبل از بیعت ان کا لحاظ فرض ہے۔

پیر ہونے کے لیے چار ضروری شرائط

1:- اول سنی صحیح العقیدہ ہو یعنی اگر بدعقیدہ ہو تو پیری کے قابل نہیں ہے۔

2:- دوم اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔ یعنی اگر جاہل تو بھی پیر کی اہلیت نہیں رکھتا۔

3:- سوم فاسق معلن نہ ہو۔ یعنی شریعت مطہرہ کی اعلانیہ مخالفت نہ کرتا ہو اگر شریعت کی اعلانیہ مخالفت کرتا ہے جیسی داڑھی منڈواتا ہو، نماز نہ پڑھتا ہو، روزہ فرض نہ رکھتا ہو وغیرہ ایسا شخص بھی پیر نہیں بن سکتا۔

4:- چہارم اسکا سلسلہ نبی کریم ﷺ تک متصل ہو یعنی سلسلہ بیعت نبی اکرم ﷺ تک پہنچتا ہو اگر درمیان میں کہیں منقطع ہو جائے تو ایسا شخص بھی پیر نہیں بن سکتا۔

رہا معاملہ اولیاء کاملین کا جو مذکورہ تمام صفات سے متصف ہوتے ہیں اور ساری شرطیں ان میں پائی جاتی ہیں۔ تو ایسے باکمال اولیاء کاملین کیلئے اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں بشارت عطا فرمائی، ارشاد ربانی ہے کہ ''انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے'' اور اولیاء اللہ کو یہ مرتبہ و مقام حاصل ہو جاتا ہے بحوالہ بخاری شریف حدیث قدسی میں ہے رب فرماتا ہے کہ ''كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِىْ يَسْمَعُ بِهٖ وَ بَصَرَهُ الَّذِىْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِىْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِىْ يَمْشِىْ بِهَا '' میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اسکی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا اور میں اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے'' یعنی ولی اللہ کے اعضاء سے قدرت الہیٰ کا اظہار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت و طاقت کا کوئی اندازہ اور حد نہیں ہے تو جب اولیاء اللہ سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ظہور ہو تو اولیا اللہ کی طاقت بھی عام لوگوں سے کئی گنا بڑھ جاتی ہے اور پھر عام لوگوں کیلئے جو چیزیں حجاب اور رکاوٹ ہیں اولیاء اللہ کے لیے یہ حجابات اور رکاوٹیں سب ختم ہو جاتی ہیں۔ دوریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ دلائل کیلئے قرآن و حدیث اور متعدد واقعات اس پر دال ہیں۔

مقامات و مزارات اولیاء اللہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں

قرآن کریم کی روشنی میں دیکھتے ہیں جہاں اللہ والوں کے قدم لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں شعائر اللہ یعنی اللہ کی نشانیاں فرمایا ہے۔ آیئے قرآن پاک میں دوسرے پارہ میں سورہ بقرہ کی آیت نمبر 158 کو دیکھتے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اَنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ"

ترجمہ: بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں۔

صفا اور مروہ دو پہاڑ ہیں جو مکہ پاک میں بیت اللہ کی جانب مشرق واقع ہیں۔ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیاں کیوں قرار دیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان پتھروں پر اللہ تعالیٰ کی نیک صالحہ بندی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے قدم مبارک لگے ہیں ان پتھروں کی نسبت حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے قدموں سے ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شعائر اللہ یعنی اپنی نشانیاں قرار دیا۔ اسی طرح پارہ نمبر 4 سورۃ ال عمران آیت نمبر 97 میں اللہ تعالیٰ نے مقام ابراہیم کو اپنی نشانی قرار دیا اور اسکی بھی یہی وجہ کہ اس پتھر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک لگے ہیں۔

قرآن پاک کی روشنی میں معلوم ہوا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کے پیاروں اور محبوبوں کے قدم لگ جائیں وہ جگہیں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں بن جاتی ہیں۔اور جہاں اللہ تعالیٰ کے انبیاء واولیا اللہ خود تشریف فرما اور آرام فرما ہوں وہ جگہیں بھی بدرجہ اولیٰ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ یہ ماننا پڑے گا جہاں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، حضرت میراں حسین زنجانی، حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ دریائی اور حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، حضرت پیر مہر علی شاہ اور حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمہم اللہ اجمعین وغیرہ آرام فرما ہیں۔ یہ مزارات اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔

مزار شریف پر حاضری کا طریقہ

اچھے طریقے سے وضو کر کے ادب کے ساتھ دست بستہ پاؤں کی جانب سے حاضری دے اور چہرہ کی طرف اپنا رخ رکھے اس طرح کہ چہرہ مزار کی طرف پشت قبلہ کی طرف رکھے اور مزار شریف یا قبر سے چار ہاتھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو۔ سب سے پہلے سلام عرض کرے۔ پھر بیٹھنا چاہے تو دوزانو بیٹھ جائے ورنہ کھڑے ہو کر ہی جو تلاوت اور ذکر کرنا چاہے کر کے دعا مانگے۔ جو کچھ پڑھا ہو اس کا ثواب صاحب مزار کی بارگاہ میں پیش کرے اور ان بزرگوں کے توسل سے اپنے آباؤ اجداد اور خاندان کے مسلمان افراد کو ثواب پیش کرے۔ پھر اللہ کے ولی کے توسل سے اللہ تعالیٰ کی بارہ گاہ میں دعا کرے کہ یا اللہ اپنے ان محبوب لوگوں کا صدقہ میری مشکلات آسان فرما۔ میری دنیا و آخرت کو بہتر فرمادے مجھے میرے اہل وعیال اور عزیز واقارب کو نیک صالح، نماز روزہ اور نیک اعمال کا پابند بنادے۔ اللہ والوں کی سچی عقیدت ومحبت عطا فرما اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما

زائرین کا مزار شریف کو دبانا (مٹھیاں بھرنا) اور اوپر گرنا

اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے مزارات پر جو بھی آتا ہے ظاہر ہے محبت اور عقیدت بھی لے کر آتا ہے۔ اور بغیر عقیدت ومحبت کے کوئی فائدہ اسے حاصل نہیں ہوتا۔ ادب اور محبت کے ساتھ حاضری کا وہی طریقہ ہے جو عرض کیا گیا مگر چند بے علم اور قبر پر سنّت طریقہ سے حاضری کا علم نہ رکھنے والے افراد کو دیکھا گیا ہے کہ مزار شریف کو آکر دباتے ہیں (مٹھیاں بھرتے ہیں) اور قبر شریف پر ہاتھ پھیلا کر سینہ رکھ دیتے ہیں۔ اور یہ خیال

Scanned with CamScanner

کرتے ہیں۔ کہ یہ ادب اور محبت کا طریقہ ہے اس سلسلہ میں دو ضروری باتیں توجہ کے ساتھ ذہن نشین فرمالیں پہلی بات یہ ہے کہ مزار شریف کو دبانا (مٹھیاں بھرنا) اور سینہ کے بل اوپر لیٹنا یہ شرعی طریقہ نہیں ہے اور نہ کسی حدیث اور دوسری کتاب میں اس کا ذکر اور اجازت ہے۔ اور اوپر گرنا اور مزار شریف کے ساتھ مل کر بیٹھنا بھی یقیناً بے ادبی ہے (بہار شریعت) اللہ تعالیٰ ادب کی توفیق عطا فرمائے دوسری بات یہ ہے کہ یہ خیال کرنا کہ یہ محبت کا طریقہ اور انداز ہے تو محترم و مکرم عوام اہلسنت یہ بات بھی توجہ اور غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ کیا یہ محبت کا انداز ہے کہ زبانی طور پر تو ہم یہ کہتے پھریں کہ ہمیں اللہ کے ولیوں سے بڑی محبت ہے بڑا پیار ہے مگر عملی طور پر انکار کریں وہ اس طرح کہ نماز کا وقت آتا ہے نماز کی پرواہ نہیں کرتے۔ رمضان کا مہینہ آئے روزے نہ رکھیں اور ہماری شکل وصورت اللہ والوں جیسی نہیں ہے۔ لباس اللہ والوں کا پسندیدہ نہیں پہنتے وغیرہ وغیرہ

تو محبت کا اصل مطلب اور مفہوم یہ ہے کہ داڑھی شریف رکھیں جو سرکار دو عالم ﷺ کی سنت، عمل مبارک ہے اور اللہ کے ولیوں کا عمل اور طریقہ ہے۔ نماز پابندی سے باجماعت ادا کریں پورے روزے رکھیں اور دیگر نیک اعمال کریں جن سے اللہ اور اسکا محبوب ﷺ اور اللہ کے ولی خوش ہوں اکثر دیکھا ہے کہ جو لوگ مزارات اولیاء پر حاضری دیتے ہیں مسجد میں نماز ہو رہی ہوتی ہے وہ لوگ آگے پیچھے گھوم رہے ہوتے ہیں ۔ پاس کھڑے باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ مگر نماز نہیں پڑھتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کا صدقہ اور اپنے ولیوں کا صدقہ عوام اہلسنت و جماعت کو پکا سچا نمازی اور صحیح

معنوں میں محبت اور ادب کا مفہوم پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

مزارات اولیاء اللہ کو ہر قسم کا سجدہ کرنا منع ہے

سب سے پہلے یہ مسئلہ ذہن نشین فرمالیں کہ سجدہ دو قسم کا ہے ایک سجدہ عبادت ہے دوسرا سجدہ تعظیمی ہے۔ جہاں تک سجدہ عبادت کا تعلق ہے وہ تو سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے کسی دوسرے کو جائز نہیں سجدہ عبادت غیر اللہ کو کرنا شرک ہے۔ جس کو قرآن کریم میں ظلم عظیم یعنی بہت بڑا گناہ فرمایا گیا ہے۔ پارہ ۲۱ سورۃ لقمان آیت نمبر 13 اسی طرح شرک کے بارے قرآن پاک میں دوسرے مقام پر پارہ نمبر 5 سورہ نساء آیت نمبر 116 میں ارشاد ربانی ہے۔

"اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ"

ترجمہ: اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے" یعنی شرک ایسا گناہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتا۔

اب رہا سجدہ تعظیمی تو اسکی تفصیل یہ ہے کہ یہ سجدہ شرک تو نہیں مگر حرام اور گناہ ضرور ہے اور سخت منع ہے۔ حضور آقا دو جہاں رحمت کون و مکان ﷺ نے اسکی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی دوسرے کیلئے سجدہ جائز ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا ہے کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ معلوم ہوا کہ سجدہ عبادت ہو یا سجدہ تعظیمی ہر قسم کا سجدہ غیر اللہ کو کرنا منع ہے۔ اور ایک اور بات قابل توجہ ہے وہ یہ کہ سرکار دو عالم ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور ﷺ سے جو عقیدت و محبت تھی

Scanned with CamScanner

اس کے مقابلہ میں ہماری محبت جو اولیاء اللہ سے ہے یہ آٹے میں نمک برابر بھی نہیں مگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کوئی ایک صحابی بھی ایسا نہیں جس نے سرکار ﷺ کو سجدہ تعظیمی کیا ہو۔

باقی سجدہ کرنے سے محبت کا تقاضا اور مفہوم پورا نہیں ہوتا بلکہ اللہ والوں کے نقش قدم پر چلنے سے محبت کا اصل مفہوم پورا ہوتا ہے اور پھر دوسری طرف دیکھا جائے تو مخالفین مسلک حق اہلسنت و جماعت سادہ لوح عوام کو یہ کہہ کر گمراہ کرتے ہیں کہ دیکھو سنی ایسے کام کرتے ہیں کہ سجدہ تو رب کے سوا کسی اور کو کرنا جائز نہیں مگر سنی مسلک والے مزاروں کو سجدے کرتے ہیں اس بات سے حقیقتاً مسلک حق اہلسنت و جماعت کو بہت بڑا نقصان ہو رہا ہے کیونکہ عام لوگ تو یہ تکلیف گوارہ نہیں کرتے کہ جو مسئلہ سمجھ نہیں آتا اپنے کسی عالم دین سے وضاحت سے پوچھ لیں تاکہ گمراہ ہونے سے بچ جائیں۔

نگاہِ حقیقت و انصاف سے دیکھا جائے تو مسلک حق اہلسنت و جماعت میں قطعاً سجدہ تعظیمی کی اجازت نہیں۔ نہ تو کسی کتاب میں اجازت والی بات ہے اور نہ کسی عالم دین کا کوئی فتویٰ اور اجازت نامہ ہے بلکہ ہمارے مسلک حق اہلسنت و جماعت کے مشہور و معروف عالم دین عاشق رسول، مجدد دین وملت، امام اہلسنت امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے تو باقاعدہ ایک کتاب اس عنوان سے ''حرمت سجدہ تعظیمی''، یعنی سجدہ تعظیمی حرام اور گناہ ہے تحریر فرمائی ہے۔ اس کے بعد مخالفین اہلسنت و جماعت کا یہ اعتراض ختم ہو جانا چاہیے کہ معاذ اللہ سنی مسلک غلط ہے اور اہلسنت کو بھی یہ معلوم ہونا چاہیے کہ سجدہ تعظیمی جائز نہیں۔ اللہ کریم صراط مستقیم پر چلنے کی

توفیق عطا فرمائے۔

مزار شریف کا طواف کرنا (چاروں طرف چکر لگانا) منع ہے

چند جاہل اور بے علم لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ مزارات کے چاروں طرف چکر لگاتے ہیں طواف کی طرح خیال کرتے ہوئے بلکہ چند مزارات کے بارے یہ بات بھی سننے میں آئی ہے اور لوگ نو ذی الحج کو یعنی عرفہ کے دن مزارات پر جا کر چکر لگاتے ہیں گجرات میں شیخ چوگانی کے مقام پر حضرت طانوح علیہ السلام کے مزار مبارک پر لوگ عرفہ یعنی نو ذی الحج کے دن طواف کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہاں بھی حج ہوتا ہے۔

اسی طرح رنمل شریف حضرت حاجی نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر بھی نو (9) ذی الحج کو کثیر تعداد میں لوگ حاضری دیتے ہیں اور چکر لگاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہاں حج ہوتا ہے۔ تو محترم اور سیدھے سادے عوام اہلسنت یہ مسئلہ ذہن نشین کر لیں کہ پوری روئے زمین پر صرف اور صرف ایک ہی جگہ ہے جس کا طواف کیا جاتا ہے اس پاکیزہ اور مقدس جگہ کا نام ہے۔ ''بیت اللہ شریف'' اس کا طواف حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور خود ہمارے پیارے نبی ﷺ نے کیا اور حضور ﷺ کے صحابہ نے کیا۔ اس کے علاوہ پوری روئے زمین پر کوئی ایسی جگہ نہیں جس کا طواف کرنا جائز ہو۔ کیونکہ اگر کسی مقدس اور پاکیزہ مقام کا طواف کرنا جائز ہوتا تو حضور ﷺ کے روضہ مطہرہ سے بڑھ کر نہ کوئی دربار ہے اور نہ ہی کوئی مزار ہے سرکار کے روضہ پاک کا طواف ہوتا۔ مگر سرکار دو عالم ﷺ کے صحابہ میں سے کسی ایک نے بھی حضور سید عالم ﷺ کے روضہ پاک کا طواف نہیں کیا ہے۔ اور نہ ہی تابعین، تبع تابعین، آئمہ مجتہدین اور اولیاء کاملین میں

Scanned with CamScanner

سے آج تک کسی ایک نے حضور سیدِ عالم ﷺ کے روضہ پاک کا طواف کیا ہے۔ معلوم ہو گیا کہ سوائے بیت اللہ شریف کے کسی دربار، مزار اور کسی مقدس جگہ کا طواف کرنا درست اور جائز نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی جگہ حج ہوتا ہے۔

غیر محرم عورتوں کا مردوں کے ساتھ اختلاط سخت گناہ ہے۔

(یعنی عورتوں کا مردوں کے ساتھ اکٹھا ہونا)

مزارات اولیاء اللہ پر غیر محرم عورتوں اور مردوں کا اختلاط یعنی ایک جگہ اکٹھے ہونا سخت گناہ اور منع ہے اور اس سے بے شمار خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ شرعی لحاظ سے بہت بڑا گناہ ہے کیونکہ شریعت نے یعنی اللہ اور اسکے محبوب ﷺ نے غیر محرم مرد اور عورت کیلئے پردے کی ایک حد قائم کی ہے وہ یہ کہ مرد کسی غیر عورت کو نہ دیکھے اور عورت کسی غیر مرد کو نہ دیکھے۔ مرد اور عورت دونوں اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔ جب شریعت کی حد کو قائم نہیں رکھا جائے گا تو اللہ اور اسکے محبوب ﷺ کی نافرمانی ہوگی جو بہت بڑا گناہ ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ولی اللہ کے مزار شریف کی سخت بے ادبی ہے۔ اور ثواب حاصل کرنے کی بجائے اُلٹا گناہ ہوگا۔ کیونکہ اللہ کے ولی کو جو مرتبہ ولایت اور قربِ الٰہی حاصل ہوا ہے یہ شریعت مطہرہ کی پابندی سے یعنی اللہ تعالیٰ اور اسکے محبوب ﷺ کے احکامات پر عمل کرنے کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ اگر ہم بھی قربِ الٰہی اور محبت رسول ﷺ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو صرف شریعت کی پابندی سے حاصل کر سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں مزاراتِ اولیاء اللہ پر عورتوں اور مردوں کا اختلاط مسلک حق اہلسنت و جماعت کے لئے بڑا نقصان دہ اور بدنامی کا سبب ہے خدارا اپنے مسلک کو

نقصان نہ پہنچائیں۔ توجہ کریں اور سوچیں کہ ہمارے اس عمل سے کسی دوسرے مسلک کو تو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا بلکہ اپنے ہی مسلک حق اہلسنت و جماعت کو نقصان ہو رہا ہے۔

لہٰذا محکمہ اوقاف کے افسرانِ بالا سے پرزور اپیل ہے کہ مزار حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی طرح یہاں بھی اور دیگر مزارات پر عورتوں کیلئے علیحدہ باپردہ انتظام ہونا چاہیے تاکہ شریعت مطہرہ کی پابندی کے ساتھ مزارات کا تقدس بھی پامال نہ ہو۔ اور ایک بڑے گناہ سے بچا جا سکے۔

اللہ کریم ہمیں سمجھ عطا فرمائے اور شریعت مطہرہ کے مطابق عمل کرنے کی توفیق بخشے (آمین)

مزارات اولیاء اللہ پر ڈھول بجانا اور رقص کرنا

اولیاء اللہ کے مزارات مقدسہ پر ڈھول بجانا اور رقص یعنی بھنگڑا ڈالنا ناچنا منع ہے۔ قرآن وحدیث اور اقوال صحابہ وسلف صالحین اور اولیاء کاملین میں اسکی کوئی اصل موجود نہیں ہے۔ بلکہ رقص کے متعلق سرتاج الاولیاء قطب الاقطاب، ولی کامل، عالم اسلام کی اور ملک پاکستان کی اور خصوصاً پنجاب کی مشہور و معروف روحانی ہستی حضرت سید علی بن سید عثمان ہجویری المعروف حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کی مشہور زمانہ اپنی کتاب کشف المحجوب شریف میں صفحہ نمبر 540 پر باقاعدہ ایک باب تحریر فرمایا ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ رقص کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔ ”جاننا چاہیے کہ شریعت وطریقت میں رقص کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اس لئے کہ تمام عُقلاء کا

Scanned with CamScanner

اتفاق ہے کہ یہ ایک لہو و کھیل ہے جبکہ کوشش سے ہو۔ اور جب بے ہودگی سے ہو تو لغو ہے۔ کسی ایک بزرگ نے بھی اسے پسند نہیں رکھا ہے اور نہ اس میں مبالغہ کیا ہے۔ رقص کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں غرضیکہ رقص شرعاً اور عقلاً تمام لوگوں کے لیے برا ہے اور یہ محال ہے کہ بزرگ لوگ ایسا کریں۔"

مزارات اولیاء اللہ پر ڈھول بجانے سے اور کئی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں عموماً جہاں کسی اللہ کے ولی کا مزار ہے وہاں ساتھ مسجد بھی ہے۔ مسجد میں لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ نوافل پڑھتے تلاوت قرآن پاک اور ذکر واذکار کرتے ہیں۔ ڈھول کی آواز سے یقیناً سب کو خلل پڑے گا نمازی نماز پڑھتے ہوئے اگر ڈھول بجنے کی وجہ سے نماز بھول گیا تو گناہ بجانے والے کو ہوگا۔ اسی طرح مزارات پر بھی لوگ تلاوت، ذکر واذکار اور وظائف کر رہے ہوتے ہیں ان کے پڑھنے میں ضرور خلل پڑے گا۔

اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ مسلک حق اہلسنت و جماعت کو بہت نقصان پہنچتا ہے وہ اس طرح کہ مخالفین اہلسنت و جماعت کے ہاتھ یہ اعتراض آ جاتا ہے۔ کہ دیکھو یہ ہیں سنی جو نہ نماز پڑھتے ہیں نہ شریعت کا خیال کرتے ہیں اس طرح لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

قابل توجہ بات یہ ہے کسی اللہ کے ولی نے مثلاً حضرت غوث اعظم، حضرت داتا گنج بخش، حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، حضرت قاضی سلطان محمود آوانی رحمہم اللہ اجمعین نے ایسا کرنے کا نہ حکم دیا ہے اور نہ اس

ڈھول بجانے اور رقص کو پسند کیا ہے۔ پھر ہم یہ کام کس کے کہنے پر اور کس کو راضی کرنے کیلئے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اولیاء کاملین کی سچی محبت عطا فرمائے اور اس طرح کے فضول اور گناہ کے کاموں سے ہمیں محفوظ فرمائے۔

آمین ثم آمین بحرمۃ سید الانبیاء المرسلین

حالاتِ زندگی

حضرت کبیر الدین شاہ دولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ

ولادت

حضرت شاہ دولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ گجراتی کے بارے میں مختلف روایات ہیں ایک روایت یہ ہے کہ آپکی ولادت با سعادت ۹۵۹ھ بمطابق 1554ء کو ہوئی دوسری روایت یہ ہے کہ آپ ۹۸۹ء بمطابق 1580ء کو پیدا ہوئے۔

نام

حضرت شاہ دولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ کے نام کے بارے تین اقوال ہیں پہلا قول یہ ہے شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف سیر السلوک میں آپکا نام شاہ قاسم المعروف بہ شاہ دولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کا نام محمد شاہ ہے جیسا کہ آپ کے مزار شریف کے باہر برآمدے میں یہ شعر لکھا ہوا ہے۔ ''جناب ابوالفضل محبوب محبوب، محمد شاہ دولہ شیر مطلوب'' اس شعر میں آپکا نام محمد شاہ دولہ مذکور ہے۔

تیسرا قول یہ ہے جو مشہور و معروف اور زبان زد عام ہے کہ آپکا نام سید کبیر الدین المعروف شاہ دولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ ہے اور یہ نام سرزمین گجرات ہی کے مشہور عالم دین اور معروف ولی اللہ حضرت قبلہ قاضی سلطان محمود آوانی رحمتہ اللہ علیہ کے حکم پر

آپکے مزار شریف پر لکھا گیا۔ کیونکہ جب تک مزار شریف ایک چبوترے کی شکل میں تھا کہیں کوئی نام وغیرہ نہیں لکھا تھا۔ تیسرے قول کو ترجیح دیتے ہوئے یہ نام کتاب کے ٹائیٹل پر لکھا گیا ہے۔

دریائی کہنے کی وجہ

آپ کے نام کے ساتھ جو دریائی کا لفظ آتا ہے اس کی کئی وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ آپکو دریائی کہنے کی یہ ہے کہ دریائی کے لفظ مخلوق کی زبان پر غیب سے جاری ہوئے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ کے پیر و مرشد شاہ سیدا سرمست رحمتہ اللہ علیہ نے ایک کڑوے پانی والے کنویں کو جو کوڑا کرکٹ سے بند اور بھرا ہوا تھا صاف کرنے کا حکم دیا کنواں جب صاف ہو گیا تو حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے صاف پانی کا ایک پیالہ اپنے شیخ حضرت شاہ سیدا سرمست رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے جب پانی پیا تو میٹھا تھا تو حضرت شاہ سیدا سرمست رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا شاہ دولہ تیرے قدم کی برکت سے کڑوا پانی میٹھا ہو گیا ہے۔ اس وقت آپکے شیخ حضرت شاہ سیدا سرمست رحمتہ اللہ علیہ نے دریائی کا خطاب عطا فرمایا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ جب آپ دریا کو عبور کرنا چاہتے تو بغیر پُل کے دریا سے گزر جاتے مگر آپ کا پاؤں پانی سے بھیگتا نہیں تھا خشک رہتا تھا اس لیے آپکو دریائی کہا جاتا ہے۔ چوتھی وجہ آپکو دریائی کہنے کی یہ ہے کہ آپ نے کثرت سے دریاؤں پر پُل تعمیر کروائے۔ پانچویں وجہ یہ ہے کہ جب آپ گجرات تشریف لائے تو دریائے چناب کے کنارے پر ڈیرہ لگایا اور آج جہاں حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مزار شریف ہے وہاں پر دریا بہتا تھا آہستہ آہستہ اب دریا کافی پیچھے

Scanned with CamScanner

ہٹ گیا ہے دریا کے کنارے ڈیرہ لگانے کی وجہ سے آپکو دریائی کہا جاتا ہے۔ چھٹی وجہ آپ کو دریائی کہنے کی یہ ہے کہ آپ اتنی سخاوت کرتے تھے جیسے دریا کا پانی چلتا ہے۔ بے سہاروں، کمزوروں، اپاہجوں، غریبوں اور حاجب مندوں پر بہت مال خرچ کرتے تھے۔ حضرت شاہ دولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ کی سخاوت کا تذکرہ کرتے ہوئے صاحب ''خلاصۃ التواریخ'' نے یہ لکھا ہے کہ حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ میں لوگ مشہور زمانہ سخی حاتم طائی کی سخاوت کو بھول گئے بلکہ حضور شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ میں اگر خاتم طائی زندہ ہوتا تو آپکے فقیروں اور منگتوں میں کھڑا نظر آتا اسی طرح ایک مرتبہ شہنشاہ جہانگیر کے ساتھ ملاقات ہوئی تو اس نے متاثر ہو کر یہ سمجھتے ہوئے کہ آپ درویش ہیں تعاون کے خیال سے دو تھیلیاں اشرفیاں نذرانے کے طور پر پیش کیں آپ نے وہ اسی وقت ادھر ہی غریبوں کو دے دیں یا آپ نے جہانگیر کو اشرفیاں واپس کرتے ہوئے فرمایا ہمیں تیری اشرفیوں کی کوئی ضرورت نہیں ہاں اگر تجھے شاہی خزانوں کے لئے ضرورت ہے تو بتا تیرے شاہی خزانے مال و دولت سے بھر دیتا ہوں۔ ساتویں وجہ آپکو دریائی کہنے کی یہ ہے کہ آپ نے بے شمار لوگوں کی قسمت کی کشتیاں کنارے پر لگائی ہیں۔ کیونکہ اکثر لوگوں کی قسمت کی کشتیاں حالات کی طغیانی اور طوفان میں ڈوب جاتی ہیں۔ حضرت قبلہ قاضی سلطان محمود آوانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری قسمت کی کشتی کو حضرت شاہ دولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ نے کنارے پر لگایا ہے۔ آٹھویں اور آخری وجہ آپکو دریائی کہنے کی یہ ہے اور وہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ وہ شاہ دولھا رحمتہ اللہ علیہ ہیں جن کی برات دریا عبور کرتے ہوئے بمع کشتی کے دریا میں ڈوب گئی

اور کئی سال کے بعد محبوب سبحانی، قطب ربانی حضرت غوث شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی و الحسینی رحمتہ اللہ علیہ کی کرامت کے سبب دوبارہ زندہ باہر نکل آئی۔ مگر یہ روایت کسی کتاب میں نظر نہیں آئی نامعلوم روایت کہاں سے حاصل کی گئی ہے۔

ان تمام وجوہات میں سے پسندیدہ اور قرین قیاس وجہ آپکو دریائی کہنے کی چھٹی وجہ ہے اور وہ ہے آپکی سخاوت۔ جو آپکی ذات پر صحیح صادق آتی ہے۔

آپ کا خاندان

حضرت شاہ دولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ کے حالت زندگی پر قلم اٹھانے والے تقریباً سب حضرات نے آپ کے خاندان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ کے والد کا نام جناب عبدالرحیم خان لودھی مرحوم ہے جو ابراہیم لودھی کی اولاد سے تھے اور ابراہیم لودھی شہنشاہ ہند سلطان بہلول خان لودھی کے پوتے تھے۔ اور آپکی والدہ ماجدہ کا نام بی بی نعمت خاتون مرحومہ تھا جو سلطان سارنگ گکھڑ کی پوتی تھیں۔ یوں آپ کا تعلق پٹھان قبیلے سے بنتا ہے مندرجہ ذیل کتب میں آپ کے مندرجہ بالا خاندان کا تذکرہ ہے۔ احوال العارفین، کرامت نامہ چراغ قادری، خزینۃ الاصفیاء حیات و تعلیمات حضرت شاہ دولہ صاحب (شریف کنجاہی) اور ضلع گجرات تاریخ، ثقافت، ادب (ڈاکٹر احمد حسین احمد قلعہ داری) اے۔ سی۔ ایلیٹ، ریاض مفتی وغیرہ اور مشتاق رام نے حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے شجرہ نسب کے بارے کوئی لب کشائی نہیں کی۔

جبکہ ''مقامات محمود'' کتاب کے مصنف نواب معشوق یار جنگ بہادر نے

مذکورہ کتاب میں لکھا کہ بعض کہتے ہیں کہ آپ حضرت شیخ الجن والانس جناب میراں سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے عم زاد بھائی تھے آپ ہی کے ہاتھ پر بیعت کی اور فیوض و برکات حاصل کیں۔اور ایک طویل عمر پائی۔آخری زمانہ میں خاندان سہروردیہ کا فیض حضرت شاہ سید اسرمست رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹی سے حاصل کیا۔اسی طرح ایک اور بیان جو قاضی سلطان محمود آوانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے کہ قاضی صاحب نے فرمایا حضرت شاہ دولہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام کبیر الدین گجراتی تھا اور سید تھے آپ بغداد سے تشریف لائے تھے جناب بڑے پیر صاحب غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مرید اور وضو کرانے والے تھے۔ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔حضرت شاہ دولہ رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کراتے وقت جناب بڑے پیر صاحب غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آب حیات کیا ہے۔آپ نے فرمایا میرے اس ایک چلو پانی میں پانسو برس کی عمر ہے۔یوں آپکا تعلق سادات کے خاندان سے بیان کیا جاتا ہے۔قابل توجہ بات یہ ہے کہ یہ واقعہ قاضی صاحب کی طرف منسوب ہے۔آپ نے خود نہیں فرمایا۔

اسکی وضاحت کہ شاہدولہ صاحب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اور وضو کرانے والے تھے اس طرح ہے جو کہ ریاض مفتی کے حوالہ سے پروفیسر شریف کنجاہی صاحب نے اپنی کتاب ''حضرت شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و تعلیمات'' میں کی ہے۔کہ شاہ دولہ نام کے دو بزرگ گزرے ہیں اور اتفاق سے دونوں گجراتی ہیں۔مگر ایک کا تعلق گجرات کاٹھیاواڑ (انڈیا) سے ہے۔اور دوسرے کا تعلق گجرات پنجاب (پاکستان) سے ہے اسی وجہ سے حالات اور واقعات کے سلسلوں کا گڑبڑ ہو جانا

لازمی تھا۔اب ان کے حالات جدا جدا ملاحظہ فرمائیں۔

شاہدولہ گجراتی کاٹھیاواڑی (انڈیا) کا نام سید کبیر الدین ابن سید سعید موسیٰ حنبلی بغدادی ہے جائے پیدائش بغداد اور سن پیدائش تقریباً **500**ھ ہے ان کے والد پیر بغدادی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص دوست تھے۔ حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت تھی۔ شیخ اپنی کتاب کرتبۃ الوحدت میں لکھتے ہیں۔

میں نے بتاریخ انیسویں ماہ رجب **521**ھ بروز پنج شنبہ بعد نماز مغرب سید کبیر الدین شاہدولہ بن حضرت سید سعید موسیٰ حنبلی دوست عمومی حقیقی اپنے کو بیعت توبہ سے مشرف کر کے تعلیمات کیفیات باطنی سے بہرہ مند کیا اور ترقی کیفیت باطنی میں متوجہ کر دیا اور یہی وہ شاہدولہ صاحب ہیں جنہوں نے وضو کرواتے ہوئے جناب غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آب حیات کیا ہوتا ہے۔ جواب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے اس ایک چلو پانی میں پانچ سو سال کی عمر ہے اور شاہدولہ صاحب نے وہ پانی لپک کر پی لیا اور اس طرح غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت سے آپکو اپنی اصلی عمر کے علاوہ پانچ سو برس اضافی عمر عطا ہوئی۔اور یہ شاہدولہ صاحب گجرات کاٹھیاواڑی ہندوستان والے ہیں۔

کیونکہ تاریخ میں کئی ایسے افراد کا تذکرہ موجود ہے جو ہم نام ہوئے ہیں۔ یہاں بھی اتفاق ایسا ہے کہ دونوں بزرگوں کا نام (یعنی شاہ دولہ صاحب) بھی ایک ہے اور سکونت کی جگہ کا نام (گجرات) بھی ایک ہے مگر فرق یہ ہے کہ ایک شاہدولہ نام کے

Scanned with CamScanner

بزرگ کا تعلق گجرات کاٹھیاواڑ (ہندوستان) سے ہے اور دوسرے شاہ دولہ نام کے بزرگ کا تعلق گجرات پنجاب (پاکستان) سے ہے۔ اور یہاں کاٹھیاواڑ گجرات والے شاہدولہ صاحب کا وضو کروانے اور پانچ سو سال اضافی عمر پانے والا واقعہ گجرات پنجاب (پاکستان) والے شاہدولہ صاحب سے منسوب کر دیا گیا ہے۔ دونوں بزرگوں کے حالات ملا دیئے گئے ہیں۔

اب ہم حضرت شاہ دولہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ (پنجابی) کی طرف رجوع کرتے ہیں آپکا سلسلہ نسب شہنشاہ ہند سلطان بہلول لودھی سے ملتا ہے جیسا کہ پچھلے صفحات میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ جبکہ قبلہ قاضی سلطان محمود آوانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے آپ سید ہیں حضرت شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق جس خاندان سے بھی ہو۔ لودھی خاندان سے یا سادات خاندان سے یہ بات حقیقت ہے اور اظہر من الشمس ہے کہ آپ آسمان فقر و ولایت کے درخشندہ ستارے ہیں۔ اور بڑی برگزیدہ ہستی ہیں اور آپ کا فیض عام آپکی حیات ظاہری میں بھی جاری تھا اور وصال کے بعد سے آج تک جاری ہے بلکہ انشاء اللہ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔

ابتدائی حالات زندگی

حضرت شاہ دولہ رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی حالات زندگی کے بارے چند تذکرہ نگاروں نے یہ لکھا ہے آپکی ولادت کے سال ہی آپکے والد صاحب کا وصال ہو گیا۔ چند سال اور گزرے یعنی آپکی عمر آٹھ یا نو سال کے قریب ہوئی تو والدہ ماجدہ کا سایہ شفقت بھی سر سے اٹھ گیا۔ جوانی تک زندگی کا یہ حصہ آپ نے بڑے کٹھن اور مشکل

حالات میں گزارا۔ انہی ایام میں آپ سیالکوٹ تشریف لے گئے وہاں تعلیم حاصل کی۔

یہاں قابل غور یہ بات ہے کہ ظاہری اسباب دنیوی تعلیم و تربیت نہ ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اور پسندیدہ بندوں کی تربیت کیسے احسن طریقہ سے فرماتا ہے کہ ان اللہ والوں کی زندگی لوگوں کیلئے ایک نمونہ بن جاتی ہے۔ اور اللہ کریم اپنے ان دوستوں کا نام قیامت تک روشن فرما دیتا ہے۔ کہ بغیر بلائے مخلوق اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی بارگاہ میں حاضری دیتی ہے اور سعادت سمجھتی ہے۔

سلسلہ بیعت

جن ایام میں حضرت شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹ پہنچے انہی دنوں حضرت شاہ سیدا سرمست رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے مرشد کی ہدایت پر سیالکوٹ میں ڈیرا لگایا۔ شہر کے لوگ کثیر تعداد میں ان کی خدمت میں آکر فیض یاب ہونے لگے۔ حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کی خدمت میں حاضر رہنے لگے ایک روز جب دل میں جذبہ عشق الٰہی کی چنگاری بھڑکی تو وہ حضرت شاہ سیدا سرمست رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو گئے اور پھر شب و روز آپ کی خدمت میں رہنے لگے۔ اور بارہ سال تک حضرت شاہ سیدا سرمست رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ آپکو جو بھی عارفانہ مقام اور مرتبہ حاصل ہوا وہ سب مرشد کی دعا اور خدمت کا نتیجہ تھا۔

حضرت شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ طریقت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔ جو اس طرح ہے کہ حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرید ہیں اور خلیفہ ہیں۔ حضرت شاہ سید سرمست رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مرید تھے حضرت

شاہ مونگا ولی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ حضرت شاہ کبیر رحمۃ اللہ علیہ کے وہ شیخ شہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے وہ شیخ یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے وہ پیر برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کے وہ شیخ صدر الدین راجن قتال رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مرید شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مرید شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ کے اور وہ مرید ہیں حضرت غوث بہاؤ الدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے اور وہ مرید ہیں حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے۔

خرقہ ءخلافت

حضرت شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے خرقہ ءخلافت پانے کے بارے مذکور ہے کہ جب حضرت شاہ سید اسرمست رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے ایک اور مرید جس کا نام ''دَولا'' (منگو) تھا اسے نعمت باطنی سے نواز نا چاہا لیکن دوبار طلب کرنے پر وہ حاضر نہ ہوا۔ کیونکہ وہ کسی کام کیلئے کشمیر گیا ہوا تھا۔ تو حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اس سے پہلے گولا (غلام) کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ ہر بار مرشد کے بلانے پر حاضرِ خدمت ہو جاتے، چنانچہ حضرت شاہ سید اسرمست رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہدولہ صاحب کو باطنی نعمتوں سے سرفراز کر کے خرقہ ء خلافت عطا کر دیا اور فرمایا کہ ''ہر کہ را مولا بدہد شاہدولہ گردد'' یعنی جسے اللہ تعالیٰ سرفراز فرماتا ہے وہی شاہدولہ ہوتا ہے اسی روز سے آپ ''شاہدولہ'' کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ ''کبیر الدین'' کا خطاب بھی آپ کو مرشد نے ہی دیا تھا۔

جبکہ حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر سرہانے کی طرف نام والا جو پتھر (نام والی تختی) تھوڑا عرصہ پہلے تقریباً ایک سال پہلے نیا لگایا گیا ہے اس

پر حضرت شاہ دولہ صاحب کے نام کے بعد اب کسی عقیدت مند نے یہ لکھوا دیا ہے'' خلیفہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' جو کہ اس سے پہلے لگے ہوئے نام والے پرانے پتھر پر (پہلی تختی پر) نہیں لکھا ہوا تھا۔ اس کی مطابقت کچھ تذکرہ نگاروں نے اس طرح بیان کی ہے جو ''مقامات محمود'' (از نواب معشوق یار جنگ بہادر) کے صفحہ **367** پر مذکور ہے کہ آپکا سنِ ولادت اکبری عہد میں ہوا۔ بڑے پیر صاحب میراں سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے اسی طرح ایک اویسی توسل تھا۔ جیسا حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے تھا اور آپ کی تربیت اویسی طریقے سے ہوئی اور بارگاہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے فیض پہنچا۔

باقی یہ بات میں نے پہلے بھی عرض کی ہے خاندان کے حوالہ سے کہ جس خاندان سے بھی آپکا تعلق ہو اسی طرح آپ کو خلافت جہاں سے بھی عطا ہوئی ہو یہ بات حقیقت اور اظہر من الشمس ہے کہ حضرت شاہ دولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ اللہ کے ولی ہیں اور بڑا مرتبہ و مقام حاصل ہے یہاں تک کہ جو بات بھی آپ کی زبان مبارک سے نکلتی اللہ کریم پوری فرما دیتا تھا اور پھر قرآن پاک نے جس چیز کو عزت و عظمت کا معیار بتایا ہے وہ آپ میں یقیناً ہے جس میں کسی کو بھی شک نہیں اور وہ ہے اِنَّ اَکۡرَمَکُم عِندَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ (الایہ) پارہ نمبر **26** سورہ حجرات ترجمہ بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

گجرات آمد

حضرت شاہدولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ کے گجرات تشریف لانے کا تذکرہ کچھ اس

طرح ہے کہ جب آپکے پیرومرشد حضرت شاہ سید اسرمست رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا تو آپ سیالکوٹ سے گجرات تشریف لے آئے۔ چراغ قادری نے ایک جگہ لکھا ہے کہ امام علی الحق رحمتہ اللہ علیہ نے ایک بار خواب میں آپ کو اشارہ کیا تھا کہ لوگ تمہارے پاس ہر وقت یوں بیٹھے رہتے ہیں کہ ان کو میرے پاس یعنی میرے روضہ پر آنے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ اس لئے تم گجرات چلے جاؤ اور اس طرح حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد کی تعمیل میں گجرات چلے آئے۔

اکبر بادشاہ کے زمانہ میں گجرات شہر کی آبادی بہت تھوڑی تھی۔ شاہ جہان کے وقت میں حضرت شاہ دولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ سیالکوٹ سے گجرات تشریف لائے۔ تو شہر کے اردگرد نئی آبادی میں اضافہ ہوا۔ اسی وجہ سے گجرات شہر کو شاہدولہ صاحب کا گجرات کہتے ہیں۔ اور آپ کے زمانہ کی کتابوں میں گجرات کو شاہدولہ صاحب کا گجرات کہا گیا۔ شاہدولہ صاحب کے دم قدم کی برکت سے گجرات شہر بڑا بارونق ہوگیا اور بڑی خوشحالی آگئی اور لوگ آپ کی تعریف کے گیت گانے لگے اور یہ بات زبان زد عام ہوئی

شاہ دولہ دریائی
تنگی گئی فراخی آئی

فقراء کا خیال ہے کہ ہر شہر کا ایک نگران ولی ہوتا ہے چنانچہ حضرت شاہ دولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ کو گجرات کا نگران سمجھا جاتا ہے۔

آپ کے پسندیدہ اعمال

حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے گجرات آکر رشد وہدایت کا بہت کام

کیا۔ تذکروں میں ذکر موجود ہے کہ آپ نے رفاہ عامہ کے پیش نظر بہت زیادہ کام کئے ۔ ندی نالیاں، پل بنوائے، مسجدیں تعمیر کروائیں، سرائیں بنوایں اور گجرات میں خصوصاً مفلوک الحال بچوں کا ایک ادارہ قائم کیا تھا جس کا نام گڑھی شاہدولہ رکھا تھا۔ حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پسندیدہ اعمال میں سے چند یہ ہیں۔ کہ خلق اللہ کی خدمت کی جائے بدبودار نالیاں جو لوگوں کی اذیت کا سبب ہوں ان کو صاف کروایا جائے۔ کمزوروں اور ضعیفوں کے گھر آٹا پیس کر پہنچایا جائے۔ کسی معذور و مجبور کے گھر لکڑیاں کاٹ کر ڈالی جائیں اور کسی کے مویشیوں کیلئے گھاس کھود کر چارہ مہیا کیا جائے۔ غرض کہ حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ میں مخلوق خدا اور خصوصاً انسان سے محبت کا جذبہ نقطۂ عروج پر تھا۔

اگر ہمیں اللہ کے ولیوں سے اور خصوصاً حضرت شاہ دولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ سے سچی اور کامل محبت ہے تو مخلوق خدا کی خدمت کی جائے۔ اور جن کاموں سے ان کو محبت تھی ہمیں بھی وہ کام محبوب اور پسندیدہ ہوں۔

اور ہماری زندگی بھی ان اللہ والوں کی زندگی کے مطابق گزرے جس طرح انہوں نے اللہ کی عبادت یعنی نماز، روزہ، حج، زکوۃ، وغیرہ کے ساتھ ساتھ مخلوق خدا کی خدمت بھی کی یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کیا ہے۔ ہم بھی ان باتوں پر عمل کر کے دکھائیں۔ اللہ کریم عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

سخاوت

حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی سخاوت کا ذکر کرتے ہوئے صاحبِ

Scanned with CamScanner

"انوار اولیاء اللہ" فقیر اللہ قادری لکھتے ہیں۔

"آپ کو شاہ دولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ کی سخاوت دریا کے مانند تھی۔ آپ کے پاس جو سائل آتا اپنی مراد بفضل خدا پا لیتا"

حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ظاہری اور باطنی دولت لٹانے کا ذکر مفتی غلام سرور قادری نے یوں کیا ہے۔

"ان کی سرکار بادشاہوں کی سرکار تھی ہزاروں نوکر چاکر، گھوڑا پالکی دروازے پر حاضر رہتے۔ اہل حاجت کا ہر وقت ہجوم رہتا۔ خصوصاً وہ لوگ جو بے اولاد تھے وہ حاضر ہو کر استدعائے دُعا کرتے اور خدائی جناب سے اُن کو اولاد حاصل ہوتی۔"

اور اولیاء اللہ کے در سے دین و دنیا کی نعمتیں حاصل کیوں نہ ہوں جبکہ خود اللہ کریم کا اعلان ہے بحوالہ حدیث قدسی بخاری شریف میں ہے سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

"وَ اِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ" اور اگر میرا پیارا دوست (ولی اللہ) مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اسکو ضرور ضرور عطا کرتا ہوں۔

اور سبحان رائے بٹالوی نے "خلاصۃ التواریخ" میں حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی سخاوت کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔ وہ دانائے اسرار الٰہی زائروں کو ان کی نذر و نیاز سے افزوں اور حاجت مندوں کو خواہش سے زیادہ عطا کرتا تھا۔ اتنی فیض بخشی کی کہ لوگ حاتم طائی (مشہور زمانہ سخی) کا نام بھول گئے۔ الغرض آپکے در سے ہر کسی کو ملتا ہے۔

صبر و تحمل اور اخلاق

اللہ والوں کا صبر و تحمل اور اخلاق بڑا عظیم ہوتا ہے اور لوگوں کیلئے مثال اور نمونہ ہوتا ہے۔ ان لوگوں کو اگر کوئی برا بھلا کہے بلکہ گالیاں بھی دے تو یہ اللہ کے ولی صبر و تحمل اور اخلاق کے پہاڑ ہوتے ہیں۔ جواب میں بد دعا نہیں دیتے بلکہ دعا دیتے ہیں جس طرح ہمارے پیارے آقا و مولیٰ ﷺ کو کفار و مشرکین نے کتنا تنگ کیا۔ کیا کچھ کہا بلکہ طائف کے مقام پر زخمی کر دیا اور پھر فرشتوں کے یہ عرض کرنے کے باوجود کہ ہمیں حکم دیں اس بستی کو ملیا میٹ اور تباہ و برباد کر دیں۔ حضور ﷺ نے ان لوگوں کیلئے ہدایت اور خیر کی دعا فرمائی۔ اسی صبر و تحمل اور اخلاق کے مظہر آپکے غلام یہ اللہ والے ہوتے ہیں۔

چنانچہ ایک مرتبہ حضرت شاہ دولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ایک قلندر آیا۔ اور تازہ انگور اور دو اشرفیوں کا تقاضا کیا۔ جب آپ نے فرمایا بیٹھو آرام کرو مولا دے گا۔ تو وہ قلندر آپکو گالیاں دینے لگا اور کئی روز وہ گالیاں دیتا رہا۔ شیخ نے سنی ان سنی کر دی۔ یہاں تک کہ کابل کا کوئی سوداگر دونوں چیزیں لے کر آ گیا۔ حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے صبر و تحمل اور اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے قلندر کو دونوں چیزیں پیش کیں اور ساتھ تاخیر کی معذرت کی کہ میں بروقت آپکے مطالبے کو پورا نہیں کر سکا۔ حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے اس صبر و تحمل اور اخلاق کو دیکھ کر وہ قلندر آپکے قدموں پر گر پڑا اور معافی مانگی۔ یہ ہے وہ اخلاق جس کو دیکھ کر ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔

آیئے ہم بھی اپنے اندر ایسا ہی صبر و تحمل اور اخلاق پیدا کریں اور غور و فکر کریں

کہ کیا صرف ہمارا یہ زبانی دعوٰی تو نہیں کہ ہمیں اللہ والوں سے اور حضرت شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی محبت ہے۔ اور عمل آپکے طریقہ کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی طفیل اور ان اللہ والوں، بالخصوص حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طفیل ہمیں بھی یہ صبر وتحمل اور اخلاق اپنانے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

علم دین کی ترویج واشاعت

حضرت شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ گجرات تشریف لائے اور یہاں ایک حجرہ قائم کرکے اپنی عبادت وریاضت میں مشغول ہوگئے پھر آپ نے ایک مدرسہ قائم فرمایا۔ عبادت وریاضت سے فارغ ہوکر آپ بچوں کو مذہبی تعلیم دیتے تھے۔ جب آپ نے دیکھا کہ لوگ علم دین سے خاص دلچسپی نہیں رکھتے تو ایک دن بڑی حیرت کے ساتھ اپنے خدمت گار سے پوچھا ''کیا یہاں کے لوگوں کو اپنی مذہبی تعلیم سے کوئی دلچسپی نہیں ہے؟ میں انہیں علم کی طرف بلاتا ہوں اور وہ جہالت کی طرف بھاگے چلے جاتے ہیں''

علم دین کی طرف دلچسپی کم ہونے کی وجہ جب خدمت گار نے معلوم کی تو پتہ چلا کہ لوگ کہتے ہیں ہم مزدور پیشہ اور غریب لوگ ہیں۔ مولوی صاحب کو وظیفہ نہیں دے سکتے۔ خدمت گار نے مقامی لوگوں کے خیالات سے پیرومرشد حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو آگاہ کیا۔

حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا

''جب قوموں پر بُرا وقت آتا ہے تو ان کی مثبت سوچ کے دروازے بند ہو

جاتے ہیں۔ اور وہ منفی راستوں پر جا پڑتے ہیں۔'' خدمت گار کو فرمایا۔ جاؤ شہر کے لوگوں سے کہہ دو کہ یہ فقیر ان سے علم سکھانے کی کوئی اجرت طلب نہیں کرے گا۔ جب اعلان کیا گیا تو آپ کے مدرسہ میں بہت زیادہ بچے علم دین حاصل کرنے کیلئے جمع ہو گئے۔ یہاں تک کہ پھر آپ نے ان بچوں کی تدریس کیلئے دو تین معلم (استاد) مقرر کر دیئے۔ اور اساتذہ کو وظیفہ اپنی جیب سے عطا فرماتے۔

پھر ایک اور مدرسہ تعمیر فرمایا۔ یہ ہے آپکی ترویج واشاعت علم دین سے محبت، اگر ہمیں حضرت شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ اور اللہ والوں سے سچی عقیدت ومحبت ہے تو پھر اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم بھی دینی مدارس کی تعمیر وترقی میں حصہ لیں اور اپنی اولادوں کو علم دین پڑھائیں اور اشاعت دین میں اپنا کردار ادا کریں۔ اللہ کریم عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

پابندئ نماز کی تلقین

حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ آپ نماز عصر کے بعد سے مغرب کی اذان تک اپنے مریدوں اور خدمت گاروں کو مختصر درس دیتے۔ انہیں امور شرعیہ کے بارے تفصیل سے سمجھاتے۔ اور خصوصاً نماز کی بہت تاکید فرماتے تھے۔ فرماتے

''جب تک فرض نمازیں ادا نہیں کروگے اس وقت تک تمہیں نوافل سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا'' اگر ہمیں اولیاء اللہ سے اور حضرت شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ سے سچی عقیدت ومحبت ہے تو پھر اس کا تقاضا یہ ہے ہم پابندی وقت کے ساتھ پانچ وقت کی نماز

Scanned with CamScanner

ضرور ادا کریں۔ اور ہماری کوئی فرض نماز قضا نہیں ہونی چاہیے۔ بلکہ جماعت سے نہیں رہنی چاہیے۔

غور وفکر کی ضرورت

یہ بات اکثر دیکھنے میں آئی ہے کہ اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دینے والے اکثر و بیشتر زائرین اور وہاں پر موجود منتظمین ادائیگی نماز کے معاملہ میں لاپرواہی اور سستی کرتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ کے مزارات مقدسہ پر موجود ہوتے ہوئے بالکل قریب مسجد میں آکر نماز ادا نہیں کرتے۔ ان حضرات کی خدمت میں ادب سے یہ گذارش کروں گا کہ اکثر و بیشتر اولیاء اللہ کے مزارات کے متصل مساجد موجود ہوتی ہیں۔ اور یہ مساجد اولیاء اللہ، بزرگان دین نے اسی لیے تعمیر فرمائی ہیں کہ ان مساجد میں اللہ کریم کی عبادت کی جائے۔ نماز ادا کی جائے۔ اور نگاہ حقیقت سے ذرا دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ اولیاء اللہ کو رب کا قرب جو حاصل ہوا۔ ولایت کا جو مرتبہ و مقام حاصل ہوا اپنے رب کی عبادت کرنے سے ہی حاصل ہوا ہے۔ ہمارے اسلاف اور بزرگ ساری ساری رات بلکہ کئی سال تک رات کو سوئے نہیں ہیں۔ مثلاً ہمارے امام سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی یعنی ساری رات نیند نہیں کی بلکہ عبادت میں گزاری۔ اسی طرح حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس سال تک عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا فرمائی ہے۔ اور حضرت شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہ معمول تھا کہ نماز عشاء ادا فرما کر کچھ دیر کے لئے آرام کرتے اور پھر اُٹھ کر عبادت میں یعنی تہجد و نوافل وغیرہ میں

مشغول ہو جاتے۔

اللہ کریم اپنے محبوبوں کا صدقہ ہمیں بھی پکا سچا نمازی بنا دے آمین

خدمتِ خلق

حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بہت ہی پسندیدہ اور محبوب عمل یہ تھا کہ آپ مخلوق خدا کی بہت خدمت کرتے تھے اور اپنے مریدوں اور خدمت گاروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے اور خدمتِ خلق کے فوائد بیان کرتے۔

سرکار دو عالم ﷺ کی مشہور حدیث ہے ایمان لانے کے بعد سب سے بڑی دانشمندی یہ ہے کہ خلقِ خدا سے محبت کی جائے۔ حضور سید عالم ﷺ کی اس حدیث مبارکہ پر سب سے زیادہ عمل اولیاء کرام ہی نے کیا ہے حضرت شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضور رحمتِ عالم ﷺ کے اسی قول مقدس کی روشنی میں خدمتِ خلق پر بہت زیادہ زور دیا کرتے تھے۔

بدبودار نالیاں جو عوام کی تکلیف واذیت کا باعث ہوتیں ان کو صاف کرواتے اور فرماتے کہ کمزوروں اور ضعیفوں کے گھر آٹا پیس کر پہنچایا جائے کسی معذور و مجبور کے گھر لکڑیاں کاٹ کر پہنچائی جائیں وغیرہ اور لاوارث ذہنی طور پر معذور بچے اور لوگ اسی لیے آپ کے پاس جمع رہتے تھے کہ آپ ان کی بہت زیادہ خدمت کرتے تھے ان کی خوراک اور رہائش کا انتظام فرماتے تھے۔ ہمیں بھی اگر اولیاء کرام اور خصوصاً حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے محبت وعقیدت ہے تو پھر اس کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم بھی مخلوق خدا سے محبت کریں کمزوروں اور غریبوں بے سہاروں کے کام آئیں اور معذور و

Scanned with CamScanner

مجبور لوگوں کی خدمت کریں اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا لنگر

حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر محتاج مسکین اور بھوکے لوگوں کے لیے لنگر کا وسیع انتظام ہوتا تھا جہاں سے یتیموں، مسکینوں اور حاجت مند بھوکے افراد کو کھانا ملتا تھا اور اکثر اولیاء اللہ کے آستانوں پر آج تک یہ سلسلہ جاری وساری ہے کہ غریبوں، مسکینوں اور حاجت مندوں کو کھانے کیلئے وسیع لنگر ملتا ہے۔

چنانچہ ایک مرتبہ حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر خانے میں بہت سے محتاج اور مسکین موجود تھے اور خانقاہ کے منتظمین تیز رفتاری سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے تھے کھانا کھانے والے قطار در قطار بیٹھے ہوئے اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے کہ یکا یک ایک قطار سے ایک بدحال شخص اٹھا اور صفوں کو چیرتا ہوا آگے بڑھا پھر اس نے ایک منتظم کے ہاتھ سے سالن کا طباق چھین لیا اور دوسرے کے ہاتھ سے روٹی لنگر خانے کے منتظمین کو اس شخص کی یہ حرکت ناگوار گزری ایک منتظم نے اسے غضبناک لہجے میں ڈانٹتے ہوئے کہا جب تمہیں لنگر خانے کے آداب معلوم نہیں تو پھر یہاں آتے کیوں ہو۔

منتظمین کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگوں نے بھی اس شخص کی اس حرکت پر تحقیر وتذلیل کی۔ کئی وقت کی بھوک کا ستایا ہوا انسان لوگوں کی طعنہ زنی برداشت نہ کر سکا اور

کھانا چھوڑ کر یہ کہتا ہوا لنگر خانے سے چلا گیا۔

''جب تم لوگوں میں کھلانے کا حوصلہ نہیں ہے تو پھر دعوت عام کیوں کرتے ہو'' دوسرے منتظم نے فوراً ہی حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خبر دی جسے سن کر آپ کے چہرہ مبارک پر گہری افسردگی کا رنگ ابھر آیا۔ پھر اسی وقت لنگر خانے کے اس منتظم کو طلب کیا گیا جس کی سخت تنبیہہ کے باعث وہ شخص بھوکا اٹھ کر چلا گیا تھا۔

''کیا تمہیں ہدایت نہیں کر دی گئی تھی کہ لنگر خانے میں آنے والے سب کے سب معزز مہمان ہیں'' حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ناگوار لہجے میں منتظم سے پوچھا۔ ''اس شخص نے بدنظمی اور بدتہذیبی کا مظاہرہ کیا تھا جس سے لنگر خانے کا وقار مجروح ہوا''، منتظم نے سر جھکائے ہوئے جواب دیا۔

''تم نے اپنے لنگر خانے کے وقار کو دیکھا مگر اس کی بھوک پر نظر نہیں کی'' حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ ''تمہیں کیا معلوم کہ اس کی بھوک کتنی شدید تھی؟ حق تعالیٰ اپنی کتاب مقدس میں ارشاد فرماتا ہے کہ اگر تم پر حالت اضطراب طاری ہو جائے تو مردار بھی کھا سکتے ہو۔ اس شخص نے مردار تو نہیں کھایا تھا۔ بس اپنی بے قراری کا اظہار کیا تھا۔ مگر تمہیں کیا ہو گیا تھا۔ کہ اپنے بھائی کے اضطراب کو بھی برداشت نہ کر سکے۔ جاؤ اور اسے منا کر لاؤ حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خادم مرشد کا حکم سن کر گھبرایا اور ڈر گیا اور فوراً اس شخص کو ڈھونڈنے کے لیے نکلا۔ وہ فاقہ زدہ انسان لنگر خانے سے نکل کر قریب کے ایک باغ میں اس امید پر چلا گیا کہ شاید وہاں کوئی جنگلی پھل ہاتھ آئے اور وہ اپنے پیٹ کو بھر

Scanned with CamScanner

سکے۔ اتفاق سے وہ پھلوں کا موسم بھی نہیں تھا۔ آخر وہ شخص تھک ہار کر ایک درخت کے نیچے پڑ گیا۔ لنگر خانے کا منتظم دیوانوں کی طرح بہت دیر تک ادھر ادھر اسے تلاش کرتے ہوئے دوڑتا پھرا۔ مگر اس شخص کا دور دور تک پتہ نہ چلا۔ منتظم کا دل ڈوبنے لگا کہ اب وہ پیر و مرشد کو کیا جواب دے گا۔ یکا یک اس کے ذہن میں خیال ابھرا کہ کہیں وہ شخص باغ میں موجود نہ ہو۔ خادم بھاگتا ہوا باغ میں پہنچا تو اس کے جسم میں جان آ گئی۔ کہ وہ فاقہ زدہ انسان بھوک کی شدت سے نڈھال ایک درخت کے نیچے لیٹا ہوا تھا۔ دراصل یہ بھی حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی تصرف تھا کہ خادم کے ذہن میں باغ کا خیال آیا اور وہ اپنے مطلوبہ شخص تک پہنچ گیا۔

پھر خادم کی بڑی خوشامد اور منت سماجت کے بعد وہ شخص دوبارہ خانقاہ پہنچا۔ اب کی بار وہ حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو بیٹھا تھا۔ اور حضرت شیخ اپنے دست مبارک سے اسے کھانا کھلا رہے تھے۔ جب وہ کھانا کھا چکا تو حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا

''اب بتاؤ کہ ہم میں کھانا کھلانے کا حوصلہ ہے یا نہیں؟'' یہ سنتے ہی وہ شخص رونے لگا۔ اور کہا ''شیخ آپ میں بہت حوصلہ ہے اور آپ ہی کا یہ حوصلہ ہم غریبوں کا سرمایہ ہے''

پھر وہ شخص اسی آستانہء کرم کا غلام ہو کر رہ گیا اور حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور نگاہ کرم سے درجہ کمال کو پہنچا۔ دعا ہے اللہ کریم اولیاء کاملین اور خصوصاً حضور شاہ دولہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا صدقہ خدمت خلق کا یہ حوصلہ اور جذبہ ہمیں بھی

عطا فرمائے (آمین)

حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ازدواجی زندگی

حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گجراتی کی ازدواجی زندگی کے حوالہ سے اکثر تذکرہ نگاروں نے اس موضوع پر قلم نہیں اٹھایا۔ تذکرہ اولیاء ہند 167 اور خزینۃ الاصفیاء جلد نمبر 2 صفحہ 22 میں ہے کہ حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساری عمر مجرد رہے یعنی شادی نہیں کی۔ بحوالہ حیات و تعلیمات حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ (پروفیسر شریف کنجاہی) البتہ ''تذکرہ حضرت شاہ دولہ دریائی اور انکا خاندان'' کتاب کی فوٹو سٹیٹ میری نظر سے گزری ہے اس میں آپ کی اہلیہ کا بھی ذکر آیا ہے اور کچھ عرصہ سے حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے ساتھ مشرق کی جانب آپ کی اہلیہ حنیفہ بیگم کے نام والا پتھر بھی لگا دیا گیا ہے جو کہ پہلے نہیں تھا۔

آپکی اولاد

حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کے حوالہ سے پیر بھاون شاہ کے بارے تین طرح کے اقوال ہیں۔ نمبر 1۔ آپکا بیٹا ہے نمبر 2۔ متبنیٰ ہے نمبر 3۔ آپکا بالکا ہے یا خادم ہے تاہم حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے قرب و جوار میں رہنے والے موجودہ پیرزادگان کا کہنا یہ ہے کہ بھاون شاہ حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا تھا اور وہ انکی اولاد ہیں۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَرَسُوْلُہٗ بِالصَّوَابُ

چھوٹے سروالوں کے بارے میں وضاحت

(جنہیں عموماً لوگ حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے چوہے کہتے ہیں)

حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ذات کے حوالہ سے ایک بات مشہور ہے کہ چھوٹے سروں والے بچے جو ناقص الخلقت ہوتے ہیں یہ آپکی دعا سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور اس کو آپکی کرامت کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ جبکہ ایسے بچے جو معذور ہوتے ہیں مثلاً سر چھوٹا ہے، نابینا ہے گونگا ہے یا کسی اور عضو سے معذور ہوں ایسے بچوں کا پیدا ہونا تو ایک قدرتی امر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے پارہ نمبر 3 سورہ آلِ عمران کی آیت نمبر 6 میں ارشاد فرمایا ہے۔ "هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ط (ترجمہ) وہی ہے کہ تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے" (ترجمہ از کنزالایمان)

درحقیقت بات اس طرح ہے کہ حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ میں مخلوق خدا اور بالخصوص انسان سے محبت کا جذبہ نقطۂ عروج پر تھا۔ آپ بے حد خدا ترس، مظلوموں کے ہمدرد، خاص کر مجبوروں اور اپاہجوں کے چارہ ساز معین اور مددگار تھے۔ چنانچہ اس زمانہ میں آپ نے معذور و مجبور اور اپاہج لوگوں کے لیے ایک ادارہ قائم فرمایا تھا۔ جس میں مذکورہ افراد کی تمام ضروریات رہائش، خوراک اور لباس وغیرہ کو پورا کیا جاتا تھا۔ مخلوق خدا سے شفقت و محبت کو دیکھ کر لوگ ایسے معذور اور اپاہج بچوں کو آپ کے پاس چھوڑ جاتے۔ اور آپ ایسے لوگوں سے بہت محبت فرماتے اور ان معذور و لاوارث افراد کا بہت خیال رکھتے۔

مگر آج ان معذور اور لاوارث افراد سے محبت اور پیار کرنے کی بجائے ناروا سلوک کیا جاتا ہے چند انسان دشمن افراد ایسے معذور لوگوں کو ساتھ لیے لاری اڈوں اور دیگر کئی مقامات پر مانگ رہے ہوتے ہیں بلکہ زبردستی ایسے معذور افراد سے منگوایا جاتا ہے اور نہ مانگنے پر انہیں سزا دیتے ہیں۔ اور یہ افراد ڈرتے ہوئے مانگتے ہیں ورنہ ایسے معذور افراد کو روپے پیسے سے کیا کام انہیں تو اپنی خبر نہیں کھانے پینے کا پتہ نہیں۔ اگر غور کیا جائے تو یہ بہت گھناؤنا جرم ہے۔ اور یہ بات بھی کئی لوگوں سے میں نے خود سنی ہے کہ کچھ لوگ ایسے ذہنی طور پر معذور افراد کو لے کر دور دراز علاقوں میں جاتے ہیں اور جا کر یہ کہتے ہیں کہ ہم دربار حضرت شاہ دولہ صاحب سے آئے ہیں اور یہ ان کے ملنگ ہیں۔ دھوکے سے لوگوں سے پیسے اکٹھے کرتے ہیں۔ تو حضرات قارئین اس سلسلہ میں پہلی اور اہم گذارش یہ ہے کہ مذکورہ افراد کا دربار حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے قطعاً کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی دربار سے انہیں کوئی مانگنے کے لیے بھیجتا ہے۔ دوسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ یہ کام انسانیت کی سخت توہین ہے۔ تیسری بات اس کام سے دربار حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زبردست بدنامی ہوتی ہے۔ چوتھی بات جو سب سے اہم ہے وہ یہ ہے مسلک حق اہلسنت و جماعت سے سنجیدہ قسم کے لوگوں کی نفرت اور مسلک کی بدنامی۔

لہٰذا انتظامیہ اور عوام سے خصوصاً باشعور عوام اہلسنت سے پرزور اپیل ہے کہ ایسے انسان دشمن افراد کی حوصلہ شکنی کی جائے اور سختی سے انہیں منع کیا جائے اور ایسے لوگوں کو ہرگز ہرگز کوئی روپیہ پیسہ نہ دیا جائے۔ تاکہ یہ لوگ اس قبیح حرکت سے باز

Scanned with CamScanner

آئیں۔

حدیث قدسی کی روشنی میں یہ بات تو حقیقت ہے کہ اولیاء کرام کی دعا، برکت اور صدقہ سے دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اللہ کریم بے اولادوں کو اولاد عطا فرماتا ہے بخاری شریف میں حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ" میرا بندہ مجھ سے جب سوال کرتا ہے تو میں ضرور ضرور اس کو عطا کرتا ہوں۔

مگر اپاہج اور معذور بچوں کا اولیاء کرام یا حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرنا درست نہیں ہے بلکہ ان کی شان کے خلاف ہے۔ اولیاء کرام تو مخلوق خدا پر مہربانی اور شفقت فرماتے ہیں کسی کو پریشان کر کے راضی نہیں بلکہ اللہ والوں کے صدقے سے ان کے در سے پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔ جبکہ معذور اور اپاہج اولاد تو والدین کیلئے ساری زندگی پریشانی کا سبب بن جاتی ہے۔

ایک من گھڑت بات کی وضاحت

یہ بات بھی بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ چھوٹے سر والے لوگ اپنی موت کے وقت دربار حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر پہنچ جاتے ہیں اور دربار شریف پر کوئی ایسا کمرہ یا جگہ ہے جہاں یہ لوگ سما جاتے ہیں یعنی غائب ہو جاتے ہیں یہ سراسر من گھڑت قصہ ہے خدا جانے کس جاہل نے یہ بات پھیلا دی ہے کیونکہ دربار حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر قطعاً کوئی ایسی جگہ یا کمرہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی کبھی کوئی ایسا واقع یہاں دیکھنے اور سننے میں آیا ہے بلکہ یہ چھوٹے سر والے جب فوت ہوتے ہیں تو

دوسرے لوگوں کی طرح ان کا جنازہ ہوتا ہے اور باقاعدہ دفن کیا جاتا ہے۔

مزار پر چڑھائے جانے والے بتوں کی وضاحت

حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر چڑھائے جانے والے چاندی اور لوہے کے بتوں کے بارے گذارش یہ ہے کہ یہ وہ کام ہے جس کا حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر کسی شخص کے ذہن میں کوئی ایسی بات ہو کہ حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بت وغیرہ چڑھانے کا حکم دیا ہو تو وہ بالکل سخت غلط فہمی میں ہے۔ کیونکہ حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کے حوالہ سے صراحتاً اور نہ ہی اشارۃً کوئی ایسی بات آج تک پڑھنے میں آئی ہے اور نہ ہی کسی عالم دین اور مؤرخ نے اس کا ذکر کیا ہے کہ حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بت چڑھانے کا حکم فرمایا ہو اور پھر اگر غور کیا جائے اور نظر حقیقت سے دیکھا جائے تو ایسی بات جس میں شریعت مطہرہ کی صاف صاف خلاف ورزی ہو۔ اولیاء اللہ یا حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ یا علماء حق اس کی اجازت کیسے دے سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ کام اولیا کرام اور علماء کرام کے منصب کے خلاف ہے۔ اولیاء کاملین اور علماء ربّانی تو شریعت مطہرہ کی راہ بتانے کیلئے یعنی اللہ اور اسکے محبوب ﷺ کے احکامات لوگوں تک پہنچانے کے لیے تشریف لاتے ہیں۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے ہمارے اس خطہ برصغیر میں دین اسلام کی روشنی اولیاء اللہ اور علماء حق کے دم قدم سے پھیلی ہے۔

مؤدبانہ اور دردمندانہ گذارش

تمام باعلم اور سمجھ دار عوام اہلسنت سے ادب اور درد بھرے دل سے گزارش

ہے کہ خدارا ہرگز ہرگز وہ کام نہ کریں جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی ہو اور ہر ایسے کام سے اجتناب کریں جس سے اولیاء اللہ اور مسلک حق اہلسنت و جماعت کی بدنامی ہو اولیاء کرام کے مزارات پر اور بالخصوص حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پُر انوار پر ہرگز کسی قسم کا بُت وغیرہ نہ چڑھائیں۔

حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر جو بُت وغیرہ چڑھائے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ کسی شخص نے بعد میں شروع کیا تھا جو کہ دیکھا دیکھی چل پڑا اور میں یہ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے بظاہر تو یہ کوئی اتنا مسئلہ نظر نہیں آتا مگر نگاہِ حقیقت سے دیکھا جائے اور غور کیا جائے تو یہ اتنا زبردست نقصان دہ کام ہے جس نقصان کو ہم پورا نہیں کر پا رہے اور نہ پورا کر سکتے ہیں اور وہ نقصان ہے اولیاء اللہ اور مسلک حق اہلسنت و جماعت کی بدنامی اور ان سے نفرت۔

اس کام سے انفرادی طور پر کسی کو نقصان کو ہو یا نہ ہو مگر اجتماعی طور پر پورے مسلک حق اہلسنت و جماعت کا بہت زیادہ نقصان ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کا صدقہ ہمارے ان سنی بھائیوں کو جو محض عدم علم اور جہالت کی وجہ سے مزارات پر جا کے غیر شرعی حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ علم کی روشنی اور ہدایت عطا فرمائے اور صحیح معنوں میں اولیاء اللہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

کشف وکرامات

قرآن وحدیث کی روشنی میں کرامات اولیاء اللہ برحق ہیں۔ تفصیل میں جانے کی یہاں گنجائش نہیں صرف اشارۃً عرض کرتا ہوں کہ قرآن پاک میں سورہ نمل پارہ نمبر 19 میں حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کے صحابی حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تخت بلقیس لانے والا واقعہ بیان ہوا ہے۔ اسی طرح حدیث پاک میں مشکوٰۃ شریف میں حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مدینہ طیبہ مسجد نبوی میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو جو کہ کم وبیش ہزار میل کے فاصلہ پر نہاوند کے مقام پر دشمنوں سے برسرِ پیکار تھے کو "یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ" کہہ کر پکارنے والا واقعہ بیان ہوا ہے۔

حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے اور حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گجراتی (پنجابی) کی شخصیت اولیاء کرام میں ایک منفرد شخصیت ہے۔ آپ کا عہد شاہ جہاں اور اورنگ زیب کا عہد ہے یہ زمانہ حالات اور واقعات کے اعتبار سے نہایت صاف اور شفاف تھا لیکن اس کے باوجود حضرت شاہدولہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر اسرار ہے اور تاریخ کی دھند میں چھپی ہوئی ہے۔

حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کا ظہور بچپن سے ہی شروع ہو گیا تھا چنانچہ آپ نے بچپن میں ہی چند باتیں بیان فرمائیں جو ہو بہو پوری ہوئیں آپ نے ایک مرتبہ ایک ہندو کی بیوی سے فرمایا کہ آج تمہاری بہن تمہارے پاس آ رہی ہے

شام کے قریب اسکی بہن پہنچ گئی۔ یہ صورت حال دیکھ کر وہ حیرت زدہ ہوئی اور آپکی بہت معتقد ہوگئی جبکہ اس سے پہلے وہ آپکو تنگ کرتی تھی۔ دوسری مرتبہ اس ہندو نے حضرت شاہدولہ صاحب سے بچپن میں ہی ایک بات پوچھی کہ فلاں شخص علی نقی نامی کا کیا حال ہے آپ نے فرمایا کہ اسے کل ایک مغل شہزادے نے برچھی مار کر قتل کر دیا ہے۔ اس قتل کی خبر ہندو کو پہلے معلوم ہو چکی تھی اس نے آزمانے کیلئے یہ بات پوچھی آپ نے بعینہ وہی بات بتائی جو پیش آئی تھی اس طرح وہ ہندو بھی آپ کا بڑا عقیدت مند بن گیا جبکہ اس سے پہلے اس ہندو نے بھی آپ کو بہت ستایا تھا اور تیسری مرتبہ بچپن کی عمر میں تقریباً نو دس سال کی عمر میں آپکی کرامت یہ ظاہر ہوئی کہ ہندو جب آپکا معتقد ہو گیا تو اس نے یہ گذارش کہ میرے چھوٹے بھائی کے بارے میں کچھ بتائیں جو کہ کئی برسوں سے لاپتہ ہے وہ کہاں ہے زندہ ہے یا مر گیا ہے حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے کچھ دیر کے لیے آنکھیں بند کیں اور سر کو جھکایا یعنی مراقبہ فرمایا پھر آنکھیں کھولیں اور ہندو سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا چاہتا ہے اس نے کہا حضور میں اپنے بھائی کو زندہ دیکھنا چاہتا ہوں اور ملاقات کا خواہشمند ہوں تو حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا انشاء اللہ کل تک تمہارا بچھڑا ہوا بھائی تم سے آملے گا وہ دن اور رات گزری ہندو اور اس کی بیوی بڑے مضطرب تھے آخر جب دوسرا دن آیا تو ان کی حیرت کی حد نہ رہی جب ہندو کا کئی برسوں سے بچھڑا ہوا بھائی اچانک ان کے پاس پہنچ گیا اور اب تو ہندو حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاؤں پکڑے روتا جا رہا ہے اور اپنی غلطی کی معافی مانگ رہا ہے جب تک آپ نے معاف نہیں فرما دیا وہ مسلسل معافی مانگتا رہا۔

یہ ہیں وہ کرامات جو عقل انسانی سے ورا (بعید) ہیں اور کرامت کہتے بھی اس کو ہیں جسکو عقل نہ مانے، کیونکہ عقل وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔

کرامت اللہ کے ولی سے صادر ہوتی ہے اور یہ معجزہ کی طرح ہوتی ہے معجزہ کا معنی ہے عقل کا عاجز کر دینے والا واقعہ مگر معجزہ اور کرامت میں فرق یہ ہے کہ معجزہ اللہ کے نبی سے صادر ہوتا ہے اور کرامت ولی اللہ سے۔

حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی کرامات تو بے شمار ہیں مگر یہاں چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

راجہ چترسین راجوروی کا اولاد کے لیے دعا کروانا

راجہ چترسین راجوری کا راجہ بے اولاد تھا۔ حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میں نے ہندوستان کے ایک ایک مندر میں پہنچ کر سینکڑوں دیوی، دیوتاؤں کے چرنوں میں بھینٹ چڑھائی۔ منتیں مرادیں مانگیں مگر بے اولاد ہی رہا ہوں۔

حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے پرجلال لہجے میں فرمایا ''دیوی دیوتا تو اولاد دینے پر قادر نہیں بلکہ ایک ہی ذات ہے جو وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ ہے وہ ذات ہی سب کو دیتی ہے اور بلاتخصیص مذہب وملت سب کو دیتی ہے مگر نادان و بے خبر سمجھتے ہیں کہ کسی اور نے دیا ہے'' راجہ کہنے لگا ''حضور میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ میرے لیے اپنے اللہ سے اولاد کی دعا فرمائیں۔ حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے کچھ دیر کے لیے مراقبہ فرمایا اور پھر آنکھیں کھولتے ہوئے فرمایا ''اللہ نے تیری قسمت میں ایک لڑکی لکھی

ہے"لڑکی کا نام سن کر راجہ کا رنگ فق ہوگیا اور کچھ دیر خاموش بیٹھا رہا۔حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پریشان کیوں ہوگیا ہے عرض کرنے لگا کہ ہمارے ہاں ایک بہت بُری رسم ہے کہ جب لڑکی پیدا ہوتی ہے اسے قتل کر دیا جاتا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ لڑکی تخت کی وارث کیسے بنے گی فرمایا یہ لڑکی بڑی قسمت والی ہوگی یہ بادشاہ کی بیوی اور بادشاہ کی ماں بنے گی یعنی اس کے بطن سے بادشاہ پیدا ہوں گے آپ نے فرمایا اس بچی کو قتل نہیں کرنا اور بچی کی پرورش اچھے طریقے سے کرنی ہے۔حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے راجہ چتر سین کو بڑی خوبصورت لڑکی عطا فرمائی جبکہ اس سے پہلے سارے وید حکیم علاج کرتے کرتے تھک گئے اور ہندوؤں کے تمام سادھو سنت، مہاتی، دھرماتی، بھجن، ہون، منتر پاٹھ کرتے کرتے، عاجز آگئے اور یہ فیصلہ دیا کہ اس عورت کے ہاں اولاد پیدا نہیں ہوسکتی۔اللہ کے ولی کی شان اور مرتبہ آپ نے دیکھا کیا ہے؟

لڑکی کی پیدائش ہوئی۔راجہ نے بڑی خوشی کا اظہار کیا اور بڑے اچھے طریقے سے اسکی پرورش کی۔لڑکی جب جوان ہوگئی تو ایک دفعہ شاہ جہان بادشاہ راجوری کے راستے کشمیر جا رہا تھا۔راجہ چتر سین نے بادشاہ کی بڑی عزت (آؤ بھگت) کی راجوری کے راجہ نے بادشاہ کی خدمت میں تحائف پیش کیئے۔شاہ جہاں نے راجہ سے اپنے بیٹے اورنگ زیب کیلئے راجہ کی بیٹی کا رشتہ مانگا۔راجہ نے کہا کہ اس شرط پر منظور ہے حضرت شاہدولہ صاحب اجازت عطا فرمادیں شاہ جہاں نے حضرت شاہدولہ صاحب سے رشتہ کیلئے سفارش کروائی آپ نے اجازت عطا فرمادی۔اس طرح شاہدولہ صاحب کے

دربار گجرات میں شاہ جہاں کے بیٹے اورنگ زیب کی شادی راجہ چتر سین راجوروی کی بیٹی سے ہوگئی۔

اورنگ زیب عالمگیر کو بادشاہ بننے کا بڑا شوق تھا۔ایک مرتبہ حضرت شاہ دولہ صاحب کو ملنے آیا تو ایک مرغ اور ایک عصا حضرت شاہدولہ صاحب کی خدمت میں نذر پیش کی۔اور دل میں یہ سوچا تھا کہ اگر حضرت شاہدولہ صاحب نے عصا واپس دیدیا تو بادشاہ بن جاؤں گا۔حضرت نے مرغ قبول فرمالیا اور عصا واپس کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ عصا لے لو اس کے ساتھ تم حکومت کرو گے اورنگ زیب عالمگیر نے واپس جا کر یہ خوشخبری اپنی بیوی کو سنائی تو اس کی بیگم نے تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ ایسے ہی ہو گا جس طرح حضرت شاہدولہ ولی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔وقت گزرنے کے ساتھ حضرت شاہ دولہ صاحب کا فرمان سچ ثابت ہوا۔کہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ بن گیا اور اس کو اللہ نے دو بیٹے عطا فرمائے شہزادہ معظم اور محمد جو عالمگیر کے بعد ہندوستان کے بادشاہ بنے

راجہ چتر سین کی بیٹی اور اورنگ زیب عالمگیر کی بیوی نے وصیت کی جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں دفن کر دینا اسکی وصیت کے مطابق آج بھی بیگم اورنگ زیب عالمگیر کی قبر حضرت شاہدولہ صاحب کے قدموں کی طرف محلّہ بیگم پورہ مسجد بیگم شاہی میں موجود ہے جو مسجد بیگم اورنگ زیب کے نام سے موسوم ہے۔

(کرامت نامہ مشتاق رام)

Scanned with CamScanner

شاہ جہاں کا عزم کشمیر اور پُل حضرت شاہدولہ صاحب

کشمیر مغل بادشاہوں کی بڑی پسندیدہ جگہ تھی گرمیوں کے موسم میں بادشاہ اکثر وہاں چلے جاتے تھے شاہ جہان نے بھی کشمیر جانے کا ارادہ کیا۔ ان دنوں راستے میں نالہ ڈیک میں شدید طغیانی تھی بادشاہ کو نالہ عبور کرتے ہوئے بڑی مشکل پیش آئی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ یہاں ایک پل تعمیر کر دیا جائے سرکاری حکم کے مطابق دو تین دفعہ پل تعمیر ہوا مگر ہر دفعہ پانی کے زور اور شدید طغیانی کی وجہ سے پل برقرار نہ رہ سکا۔ اس وقت لوگ اللہ والوں (اولیاء کرام) کے بہت عقیدت مند تھے اور الحمد اللہ اب بھی ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ اس پُل کی بنیاد حضرت شاہدولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ سے رکھواؤ تو یہ پُل ٹھہرے گا۔ حضرت شاہدولہ رحمۃ اللہ علیہ نے پُل بنوانا شروع فرما دیا ابھی بنوار ہے تھے کہ وزیر آباد اور گجرات کے حاکم بدیع الزمان کو پتہ چلا کہ آپ پل بنوار ہے ہیں۔ بدیع الزمان کو پہلے بار بار پل بہہ جانے کی وجہ سے شاہ جہاں سے ڈانٹ اور جھڑک پڑی تھی۔ بڑے غصے میں آیا اور حضرت شاہدولہ صاحب سے کہنے لگا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو میں نے تو بادشاہ سے کہا ہے یہاں پل بن نہیں سکتا یعنی ٹھہرتا نہیں ہے تم کیوں بنوار ہے ہو۔

حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی جلال میں آ گئے اور فرمایا کہ یہاں پل ضرور بنے گا اور قائم رہے گا۔ مگر فرق اتنا ہے کہ تمہیں یہ پل دیکھنا نصیب نہیں ہو گا۔ یعنی تیری موت بالکل قریب ہے بدیع الزمان واپس گجرات پہنچا تو تیسرے دن نالہ پلکھو کے پاس اسے قتل کر دیا گیا پل بن گیا اور قائم رہا بلکہ ساڑھے تین سو سال گزر جانے

کے بعد ابھی تک اس کے آثار موجود ہیں۔ اس طرح حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد حرف بحرف پورا ہوا۔

کرامت نامہ شاہدولہ (از مشتاق رام)

آپ کی دعا سے قحط سالی کا خاتمہ

ایک مرتبہ گجرات اور مغربی پنجاب میں شدید قحط پڑا۔ تالاب اور کنویں خشک ہونے سے جانور پیاسے مرنے لگے۔ موجودہ فصل کی تباہی کے ساتھ آئندہ فصل کے بھی کوئی امکانات نہیں تھے اس سنگین صورت حال کے پیش نظر گجرات اور قرب و جوار کے لوگ حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بارش کیلئے دعا کی درخواست کی۔ حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا ''تم لوگ سمجھتے ہو کہ سننے والا میری دعائیں سنتا ہے آپ نے لوگوں کو اپنے سے دور ہٹانے اور عاجزی انکساری کرتے ہوئے فرمایا کہ ''حقیقت یہ ہے کہ بارِ گناہ کے سبب آج کل وہ میری بھی نہیں سنتا''

مگر قحط کی شدت اور دیگر آفات و مصائب کے سبب لوگ مجبور تھے اور وہ ایک خدا رسیدہ بزرگ کے آستانہ کرم پر مسلسل التجائیں کرتے رہے۔ آخر کار حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک خدمت گزار کو حکم دیتے ہوئے فرمایا۔ ''میرے اوڑھنے کی چادر بہت میلی ہو گئی ہے۔ اسے لا کر دھوپ میں ڈال دو شاید اسے رحم آ جائے اور اس کے سوا اور کون رحم کرنے والا ہے؟''

خدمت گار نے فوراً حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک میلی چادر لا کر

تیز دھوپ میں ڈال دی۔ پھر آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے اور حاضرین سے دعا مانگنے کے لئے کہا۔ لوگوں نے سنا حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نہایت رقت آمیز لہجے میں دعا مانگ رہے تھے۔ ''اے دیکھنے والے! تو دیکھ بھی رہا ہے اور اے سننے والے تو سن بھی رہا ہے تیرے عاجز بندے کی یہ چادر میل کچیل سے اَٹی ہوئی ہے۔ اگر تو چاہے تو کرم کی بارش سے اسے اجلا کر دے۔ ورنہ تو بے نیاز ہے اور ہم گنہگار سب سے زیادہ مجبور ہوئے۔''

ابھی حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ دعا مانگ رہے تھے کہ اچانک افق مشرق پر ہلکے ہلکے بادل نمودار ہونا شروع ہوئے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے پورے آسمان پر سیاہ گھٹائیں چھا گئیں۔ اور تھوڑی دیر بعد ہی تیز بارش شروع ہوگئی۔

ایک بار بارش کا سلسلہ شروع ہوا تو کسی طرح ختم ہونے میں نہیں آتا تھا۔ کھیت، کوچے، گلیاں اور راستے زیر آب آ گئے۔ ندیوں کے کنارے ابل پڑے اور پورے علاقے میں سیلاب کی سی کیفیت پیدا ہوگئی۔ قحط آب بھی ایک عذاب تھا اور کثرت آب بھی ایک قہر موسم کا توازن بگڑا تو زمین پر رہنے والوں کی زندگی ایک وبال ہوگئی۔ نتیجۂ وہی لوگ جو بارش کی دعا کیلئے حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں حاضر ہوئے تھے۔ اب وہی لوگ بارش کے تھم جانے کے لیے ایک مرد درویش کی دعاؤں کا سہارا لینے پریشان چہروں کے ساتھ حاضر ہوئے تھے۔ حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے حاضرین کی درخواست کے جواب میں فرمایا ''تم پر لازم ہے کہ جب بھی دعا مانگو سلامتی اور خیر کے ساتھ مانگو'' پھر آپ نے اپنے خادم سے فرمایا ''میری

چادر اٹھا لاؤ۔ اس کا میل کچیل تیز بارش میں دھل گیا ہوگا''

حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی چادر کے ہٹتے ہی آہستہ آہستہ بارش کا سلسلہ بند ہو گیا اور تیز دھوپ نکل آئی۔

آپ کے در سے باطنی نعمت کا ملنا

معراج الولایت کے مصنف تحریر کرتے ہیں۔ کہ میں حسن ابدال جاتے ہوتے ایک مرتبہ حضرت شاہدولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ مراقبے کی حالت میں تھے اور ایسا کلام پڑھا جا رہا تھا جس میں پیران چشت کی تعریف کی گئی تھی۔ میں بہت دیر تک دست بستہ بیٹھا رہا جب حضرت شاہدولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ نے آنکھیں کھول کر میری طرف نظر کی تو میں نے خدمت عالیہ میں سلام عرض کیا۔ سلام کا جواب دیتے ہوئے حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کیسے آئے ہو''

میں نے عرض کیا ''شیخ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں'' حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے حاضرین مجلس میں تقسیم کی جانے والی مٹھائی میں سے ایک دانہ اٹھا کر میری طرف بڑھایا۔

میں نے عرض کیا۔ ''شیخ! میں اس ظاہری نعمت کا نہیں، باطنی دولت کا طلبگار ہوں۔''

حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ ''مٹھائی تو کھاؤ بفضل تعالیٰ باطنی نعمت بھی مل جائے گی''

معراج الولایت کے مصنف کا بیان ہے کہ مٹھائی کے حلق سے اترتے ہی میرے دل و دماغ روشن ہو گئے یہ حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی توجہ اور نگاہ کرم کا اثر ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ والوں کے آستانوں سے ایک تو کیا سینکڑوں ہزاروں افراد کی دل کی دنیا بدل جاتی ہے اور لاکھوں افراد فیض پاتے ہیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ ہماری اس سرزمین برصغیر میں دین اسلام کا نور اولیاء کرام رحمھم اللہ کے دم قدم سے پھیلا ہے۔ اور کروڑوں افراد کی بگڑی سنور گئی۔ اللہ کریم ہمیں اولیاء کرام رحمھم اللہ اجمعین کی سچی عقیدت و محبت عطا فرمائے اور صحیح معنوں میں ان کی سیرت و صورت اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین)

حریص دنیا اور چوروں کی اصلاح

حضرت شاہدولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ کی سخاوت اور راہ خدا میں کثیر مال خرچ کرنے کو دیکھ کر حاسدین اور مخالفین اس جستجو اور کوشش میں سرگرم ہو گئے کہ آخر ان کے پاس اتنی دولت کہاں سے آتی ہے اور ہو نہ ان کے پاس کوئی دفینہ ہو۔ جو شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ آ گیا ہو۔ چونکہ بظاہر آپکی آمدنی کے کوئی اسباب نہیں تھے۔ آخر کار چند لوگوں نے مشورہ کر کے یہ منصوبہ بنایا کہ آپ کے پاس چلتے ہیں۔ دوسرے دن چند افراد حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت عاجزی سے عرض کرنے لگے کہ شیخ ہمیں اس اعزاز سے سرفراز فرمایئے کہ ہم

آپکی خدمت کر سکیں۔ حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ایک نظر ان لوگوں کی طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے فرمایا کہ خدمت کے دو اصول ہوتے ہیں۔ پہلا معروف اصول یہ ہے کہ انسان پہلے اپنی خدمت کرے۔ اور اپنی خدمت یہ ہے کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے احکام پر حتی المقدور عمل کرے۔ اپنے اہل خانہ اور پڑوسیوں کے حقوق ادا کرے۔"

"دوسرا اصول یہ ہے کہ جب ان حقوق کی ادائیگی کے بعد اس شخص کے پاس وقت بچ جائے تو وہ مخلوق خدا کی طرف متوجہ ہو۔ میں نہ تمہارے اہل خانہ میں سے ہوں اور نہ پڑوسیوں میں سے۔ اس لیے تم پر میری خدمت واجب نہیں۔ اگر تم لوگ واقعتاً نجات کے طالب ہو تو خدمت کے پہلے اصول پر عمل کرو" حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا جواب سن کر وہ لوگ مایوس ہو گئے تاہم ایک شخص نے چرب زبانی اور لفاظی سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی محبت و عقیدت ہمارے دلوں کو اس طرف کھینچتی ہے اگر آپ نے اپنے در سے ہمیں ناکام و نامراد لوٹا دیا تو ہمارا شمار بدنصیبوں میں ہوگا اور ہم اپنی زندگی کی بہت بڑی سعادت سے محروم ہو جائیں گے۔" دوسرا شخص بولا "کہ آپ کے در سے تو کوئی خالی ہاتھ نہیں جاتا پھر ہم پر باب کرم کیوں بند کیا جا رہا ہے۔" حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا "چلو تم اپنا یہ شوق پورا کر لو۔ مگر یاد رکھو بنجر زمینوں میں شوق کی فصل کبھی نہیں پھوٹتی۔"

وہ لوگ جو ایک منصوبے کے تحت آپکی خانقاہ میں داخل ہوئے تھے آپ کی

باتیں سن کر خوب سر دھنا کرتے جیسے بس یہی ایک مرد درویش کے اقوال عارفانہ کو سمجھنے اوران کا اثر قبول کرنے والے ہیں پھر جب وہ لوگوں میں گھل مل گئے اور لوگوں میں اپنا اعتماد قائم کرلیا۔تو ایک رات اپنے پروگرام کے مطابق حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے حجرہ عبادت میں داخل ہوئے چراغ روشن کیا اور آپ کے مصلے کو الٹ دیا تا کہ نیچے سے دولت ہاتھ آئے مگر نیچے کچی زمین کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔ ناکامی کا منہ دیکھ کر ان لوگوں کو شرمندہ ہو جانا چاہیے تھا مگر حرص وطمع نے ان کے دلوں پر گہرے پردے ڈالے ہوئے تھے وہ سمجھے کہ زیر زمین کوئی خزانہ ہوگا۔ زمین کھودنا شروع کر دی اپنے اسی کام میں مصروف تھے کہ حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نوافل وعبادت کے لیے اپنے حجرہ عبادت میں تشریف لائے کچھ دیر اُن کو دیکھتے رہے پھر فرمایا ''اے طلب گاران دنیا تم اس یقین کے ساتھ زمین کھود رہے ہو کہ اس کے نیچے خزانہ پوشیدہ ہے'' آپ کی آواز سن کر وہ ایسے ڈرے کہ ہاتھوں سے تیشے بھی گر گئے اور شدت خوف کے باعث پتھرائی ہوئی آنکھوں سے آپکی طرف دیکھنے لگے۔

یہ کہہ کر آپ وضو کرنے کیلئے تشریف لے گئے۔اوران لوگوں پر ایسی ندامت طاری ہوئی ایک دوسرے سے کہنے لگے ''افسوس خزانہ بھی ہاتھ نہیں آیا اور ہم آپکی نظروں سے بھی گر گئے یہ کیسی ناکامی و نامرادی ہے'' دوسرے دن جب حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ درس دے رہے تھے وہ لوگ مجلس میں حاضر ہوئے اور سینکڑوں لوگوں کے سامنے حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں پر گر کر معافی مانگنے لگے۔

حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا دست کرم دراز ہوا اور ان لوگوں کے سروں پر سایہ فگن ہو گیا۔ جو فطرتاً حریص اور چور تھے۔فرمایا ''میں تمہیں بقا کے خزانے کی خبر دیتا ہوں۔ جسے کبھی فنا کے ہاتھ نہیں چھو سکتے اور جسے جتنا ہی خرچ کرو بڑھتا رہتا ہے۔

''آؤ نماز کی طرف آؤ بھلائی کی طرف''

اور پھر واقعتہً وہ لوگ حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے روحانی تصرف اور نگاہ کی طفیل خزانہ لازوال پا گئے۔

اولاد کا ملنا

حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سیالکوٹ سے نالہ ڈیک کا پل دیکھنے آ رہے تھے کہ جیونی نامی ایک عورت نے سیاہ قند آپکی نذر کی۔اور عرض کیا یا حضرت کئی سال سے خشک ہو چکی ہوں۔ میرے ہاں اولاد نہیں ہوئی۔ دعا فرمائیں اللہ کریم مجھے اولاد عطا فرمائے۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تیرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام میر باز خاں رکھنا بفضلہ تعالیٰ اسی سال جیونی نامی عورت کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ لیکن بارہ سال کی عمر تک وہ کوئی بات نہیں کرتا تھا۔ جیونی اپنے اس لڑکے کو لے کر حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔اور صورت حال عرض کی۔

حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس لڑکے کو بولنے کا اشارہ فرمایا تو

میر باز خاں آدمیوں کی طرح گفتگو کرنے لگا۔

حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعا برکت سے اللہ تعالیٰ نے جیونی نامی عورت کو بیٹا بھی عطا فرمایا اور اسکی زبان کی رکاوٹ بھی دور ہوگئی۔

اشرفیوں کا ڈھیر

موضع گلا چور میں حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پرانی اینٹوں کی دستیابی کیلئے کھدائی کرا رہے تھے۔ مزدور کو ساتھ لے کر جس جگہ سے کھودتے اشرفیوں کے ڈھیر نظر آتے۔ آپ نے مزدوروں سے فرمایا کہ اس پر مٹی ڈال کر بند کردو۔ چار پانچ جگہ پر اسی طرح ہوا تو آپ نے زمین کے خزانے مزدوروں سے دفن کرا دیئے شام کے وقت جب مزدوروں کو چھٹی ہوئی۔ حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ رات کو جب آرام کرنے کیلئے لیٹ گئے تو مزدوروں نے مشورہ کیا کہ یہ خزانے نکالنے چاہییں رات کے وقت وہ مزدور خزانے کی تلاش کیلئے دوبارہ کھدائی کرنے لگے مگر جہاں سے بھی کھودتے مٹی کے سوا کچھ نظر نہ آتا اگلی صبح جب حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزدوروں کو مزدوری دینے لگے تو بعض مزدوروں کو دوگنی مزدوری عطا فرماتے ہوئے فرمایا کہ یہ بیچارے رات کو بھی مزدوری کرتے رہے ہیں۔ آپ کی یہ بات سن کر وہ بہت شرمندہ ہوئے حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رات کو تو وہاں سے انہیں کچھ نہیں ملا البتہ درویشوں کے دروازہ سے کوئی مایوس نہ جائے معلوم ہوا اولیاء اللہ لوگوں کے احوال سے باخبر ہوتے ہیں۔

امانت میں خیانت کی پہچان

خواجہ بابا نامی آپ کے ایک مرید نے شفتالو کی ایک ڈالی حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ارسال کی۔ باغبان نے التجا کی کہ حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھے پہچانتے نہیں ہیں۔ تعارفی رقعہ لکھ دیں۔ خواجہ بابا نے کہا کہ آپ گھبرائیں نہیں۔ حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ظاہر و باطن سب واضح ہے۔ باغبان شفتالو کی ڈالی لے کر آرہا تھا۔ اس نے راستے میں کچھ شفتالو خود کھا لیے۔ کچھ دوستوں کو کھلائے۔ جب حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا تف تف! تم نے امانت میں خیانت کی کچھ شفتالو تو نے خود کھالئے کچھ دوستوں کو کھلائے۔ باقی ہمارے پاس لے آئے ہو باغبان بہت نادم اور پریشان ہوا۔ اور پھر آپکے حلقہ ارادت میں شامل ہوگیا۔

مسمات اروڑی کے لیے دعا کرنا

مسمات اروڑی حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مریدنی تھی اس نے اپنے لڑکے کا رشتہ ایک جگہ پر کیا۔ لڑکا کسی وجہ سے ملتان چلا گیا۔ لڑکی والے پریشان ہوئے۔ آخر مجبوراً انہوں نے چاہا کہ لڑکی کا رشتہ کسی اور جگہ پر کر دیا جائے۔ مسمات اروڑی حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا حضور ہماری بڑی بے عزتی ہوگی۔ آپ دعا فرمائیں کہ لڑکا گھر آجائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا جاؤ گھر جا کر شادی کی تیاری کرو۔ انشاء اللہ لڑکا آجائے گا۔ اروڑی نے شادی کی تاریخ مقرر کردی۔ اگلے ہی دن لڑکا ملتان سے واپس آگیا۔ اللہ تعالیٰ کے

فضل وکرم اور حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی دعا کا صدقہ شادی بخیر وخوبی سرانجام پائی۔ مسمات اروڑی بے عزتی سے بچ گئی۔

موت شیر کے پنجہ سے ہوگی

ایک شخص جانی نامی شیروں کی پاسبانی کرتا تھا۔ وہ حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا جانی تیری موت شیر کے پنجہ سے واقع ہو گی۔ اس نے عرض کیا یا حضرت شیر تو میرے ساتھ الفت کرتے ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

آپ نے فرمایا ایسے ہی ہوگا موضع جھیکا بار میں شیر بہت تھے جب شیر آتا۔ جانی نعرہ مارتا تو شیر بھاگ جاتا ایک دن ایک ببر شیر اس کے پاس آکر کھڑا ہوگیا۔ جانی نے اس کی کمر پر تھپکی دی شیر اس کا ایسا دوست بن گیا کہ دن میں چار پانچ دفعہ جانی کے پاس آتا۔ اور پالتوں جانوروں کی طرح پیار کرتا۔ کافی عرصہ گزر گیا۔ ایک دن جانی سو رہا تھا کہ اچانک شیر نے حملہ کر دیا اور جانی کو مار ڈالا۔ یوں حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی پیشن گوئی سچ ثابت ہوئی۔

جنات کا معافی مانگنا

ایک شخص کو جنات نے بہت تنگ کیا۔ اس نے حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر صورت حال عرض کی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے شاہ جنات کو بلایا اور تنگ کرنے کی وجہ پوچھی۔ شاہِ جنات نے عرض کیا یا حضرت ہم آپکی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے آرہے تھے۔ اس شخص نے ہمارے سر پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کوئی بات نہیں۔ نہ تو اس کو آپ کی نیت کا پتہ تھا۔ اور نہ اس نے

دیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کوئی بات نہیں۔ نہ تو اس کو آپ کی نیت کا پتہ تھا۔ اور نہ اس نے آپکو دیکھا۔ اتفاقاً ایسا ہوا شاہِ جنات نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے معافی مانگ لی۔ اور اس شخص کو پھر کبھی کسی قسم کی تنگی نہ نہیں ہوئی۔

(مذکورہ چھ واقعات تذکرہ حضرت شاہدولہ دریائی اور انکا خاندان سے ماخوذ ہیں)

چشم دید واقعات

جوڑوں کا درد رفع ہونا

چھ سات برس پہلے کی بات ہے کہ ایک مرتبہ ساٹھ ستر سال کی عمر کا ایک باریش بزرگ آدمی جامع مسجد دربار حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ میں رات گزارنے کیلئے ٹھہرا۔ اس شخص سے جب میری گفتگو ہوئی تو میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کہاں سے اور کیسے آئے ہیں۔ تو اس بزرگ آدمی نے بتایا کہ میں کراچی (سندھ) کا رہنے والا ہوں۔ اور کراچی سے دربار حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ پر حاضری دینے اور سلام کرنے آیا ہوں۔ اس شخص نے بتایا کہ سات آٹھ سو میل دور کراچی سے یہاں آنے کی وجہ یہ ہے کہ کافی عرصہ سے میرے جوڑوں میں درد اور ورم تھا ڈاکٹروں اور حکیموں سے کافی علاج کروایا مگر آرام نہیں آتا تھا۔ تکلیف ویسی ہی رہی۔ مجھے کسی اللہ کے بندے نے کہا کہ تم ایسا کرو۔ پنجاب کے شہر گجرات میں حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مزار شریف ہے وہاں حاضری دو اللہ کریم شفا عطا فرمادے گا۔ اس شخص کا کہنا ہے کہ میں نے کراچی میں ہی بیٹھے بیٹھے یہ نیت کر لی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا صدقہ مجھے آرام عطا فرمادیا تو میں حضرت شاہدولہ

تھے کہ اللہ کریم نے اپنے محبوب و مقرب بندے، ولی کامل حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا صدقہ مجھے جوڑوں کے درد اور ورم سے شفا عطا فرما دی اور اب میں کراچی سے یہاں گجرات صرف آپکے مزار پُر انوار پر سلام کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔

یہ ہے اللہ والوں کا فیض جو ان کے وصال کے بعد بھی جاری وساری رہتا ہے اولیاء کرام کے وصال کے بعد انکے فیوض و برکات جاری رہنے کے بے شمار واقعات ہیں۔مفسر قرآن حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنی مایہ ناز اور مشہور زمانہ تفسیر قرآن ''تفسیر مظہری'' کی جلد اول صفحہ نمبر ۲۶۳ پر یہ تحریر فرمایا ہے کہ ''سینکڑوں ہزاروں معتبر حکایات (واقعات) ایسی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اولیاء اپنے دوستوں کی اعانت (مدد) کرتے اور اپنے دشمنوں کو ہلاک و تباہ کرتے ہیں۔اور جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے اسکو اللہ کی راہ دکھاتے ہیں۔

بحالی نظر

حضرت شاہدولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ کے فیض کا یہ واقعہ سرزمین گجرات کے مشہور و معروف علمی خاندان حضرت صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی رحمتہ اللہ علیہ بن حکیم الامت حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمتہ اللہ علیہ کی ذات سے متعلق ہے۔آپکے بڑے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ مفتی عبدالقادر نعیمی مدظلہ کا بیان ہے کہ چند سال قبل والد گرامی حضرت صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی رحمتہ اللہ علیہ کی نظر اچانک بند ہوگئی بہت پریشانی ہوئی۔ان دنوں مفتی صاحب بیرون ملک انگلینڈ میں مقیم تھے تو حضرت صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان صاحب نے ادھر ہی یہ نیت کر لی کہ اگر بفضلہ

تعالیٰ میری نظر بحال ہوگئی تو میں حضرت شاہدولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ کے دربار شریف پر ایک دیگ چاولوں کی تقسیم کروں گا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے رفتہ رفتہ تھوڑی دیر کے بعد نظر بحال ہوگئی۔منت کے مطابق دربار شریف پر دیگ چاولوں کی تقسیم کی گئی۔یوں حضرت شاہدولہ ولی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا صدقہ اللہ تعالیٰ نے مشکل کو حل فرما دیا۔

مسّوں کا خاتمہ

راولپنڈی بازار کلاں (کیپ ہاؤس والے) ریاض نامی شخص کی زبانی جو مسلک کے اعتبار سے غیر مقلد (اہلحدیث) ہے۔اس کا بیان ہے کہ میرے پاس ایک مزدور کام کرتا تھا اسکی آنکھ میں مسہ (موہکہ) بن گیا۔ڈاکٹروں کو چیک کروایا تو ڈاکٹروں نے کہا کہ اپریشن کے سوا اس کا کوئی حل نہیں وہ آدمی بہت پریشان تھا کیونکہ آنکھ کا مسئلہ بڑا نازک ہوتا ہے۔اگر اپریشن کرواؤں تو آنکھ ضائع ہونے کا ڈر ہے۔بالآخر اسے کسی شخص نے کہا کہ گجرت شہر میں اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقرب ولی کامل حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مزار ہے۔وہاں حاضری اور سلام کی منت مان لو۔یا سلام کرو اور دعا کرو تو اللہ تعالیٰ مہربانی فرمادے گا۔مذکورہ شخص نے یہ نیت کر لی کہ حضرت شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دے گا۔چند ہی دن گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے اس تکلیف سے چھٹکارہ عطا فرما دیا۔اور بغیر کسی اپریشن کے اُسکی آنکھ کا مسہ ختم ہوگیا۔ریاض نامی شخص کے چہرے پر بھی مسے تھے اور یہ بھی حضرت شاہدولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری کیلئے آیا تھا اور یہ واقعہ اس نے خود سنایا۔یہ ہے اولیاء اللہ کا فیض جو بعد از وصال بھی جاری رہتا ہے۔یہ بات

Scanned with CamScanner

اس نے خود سنایا۔ یہ ہے اولیاء اللہ کا فیض جو بعد از وصال بھی جاری رہتا ہے۔ یہ بات کسی کی عقل میں آئے یا نہ آئے مگر یہ حقیقت ہے کہ اولیاء اللہ سے ان کی ظاہری حیات میں فیض ملتا ہے اور بعد از وصال بھی ان کے فیضان کا سلسلہ جاری و ساری رہتا ہے۔

میرا ایک ذاتی واقعہ بھی ہے جو حضرت خواجہ بہاؤ الدین المعروف گورے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کے حوالہ سے ہے۔ جن کا مزار گھوڑے شاہ روڈ باغبانپورہ لاہور میں واقع ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میرے ہاتھ کی انگلی شہادت کی پشت پر ایک مسہ بن گیا تھا۔ جو پریشانی کا سبب تھا۔ قدرتی طور پر یہ بات ذہن میں آئی کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین المعروف گورے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دوں۔ مزار شریف پر حاضری دی سلام عرض کیا اور دعا مانگی اور یہ منت بھی مانی کہ اگر میرے ہاتھ کی انگلی پر جو مسہ ہے یہ ٹھیک ہو گیا تو پھر حاضری دوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چند ہی دنوں کے بعد وہ مسہ غائب ہو گیا اور مجھے علم تک نہیں ہوا کہ وہ کہاں گیا؟ اور ایسے گیا جیسے مَسّہ تھا ہی نہیں۔ اولیاء کرام کے فیوض و برکات کے ایسے سینکڑوں ہزاروں واقعات موجود ہیں۔

آج ہی صبح یعنی دس (10) ربیع الاول 1426ھ بمطابق 20 اپریل 2005ء بروز بدھ جامع مسجد دربار حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں ضلع گوجرانوالہ کے ایک صاحب نے مجھ سے کوئی مسئلہ پوچھا۔ اور اس شخص نے بتایا کہ میں گوجرانوالہ سے آیا ہوں۔ اس نے بیان کیا کہ میرے ہاتھ کی انگلیوں پر مسے بن گئے تھے۔ تو میں نے حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری کی

منت مانی تھی۔ تو اللہ کریم نے اپنے محبوب اور ولی کامل حضرت شاہدولہ ولی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا صدقہ مجھے اس تکلیف سے چھٹکارہ عطا فرما دیا۔ اس نے اپنا ہاتھ مجھے دکھایا۔ ہاتھ پر مسے کا کوئی نشان بھی معلوم نہیں ہوتا تھا۔

ناف کا اُبھار ختم ہونا

محترم ڈاکٹر محمد یوسف صاحب ساکن حاجی پورہ (باغبانپورہ) لاہور جن کو میں ذاتی طور پر اپنے زمانہ طالبعلمی سے تقریباً عرصہ بیس سال سے جانتا ہوں بڑے نیک پرہیزگار اور پابند سنت صوم وصلوٰۃ انسان ہیں۔ ڈاکٹر صاحب سے دو مرتبہ دربار حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ملاقات ہوئی۔ ڈاکٹر محمد یوسف صاحب نے دربار شریف پر حاضری کی وجہ بتائی۔ کہ ہماری ایک بچی پیدا ہوئی تو پیدائشی طور پر اس کی ناف عام معمول سے کافی بڑی تھی۔ جو ہمارے لئے پریشانی کا سبب تھی۔ ہم نے دربار حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر منت مانی۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا صدقہ ہماری بچی کو اس مرض سے شفا عطا فرما دی۔ اس لئے حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔

وصال

حضرت شاہدولہ دریائی (گجراتی) رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے حوالہ سے تذکرہ نگاروں کے مختلف اقوال ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔
1087ھ یا 1088ھ اور اسی طرح ایک قول 1097ھ کا ہے۔ مگر خلاصۃ التواریخ کے حوالہ سے حضرت شاہدولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی جو سن ہجری مشہور ہے وہ

Scanned with CamScanner

یہ شعر بھی آپ کے مزار شریف پر تحریر ہے کہ

بتو 'حیدآں عارف برگزیدہ
بگو شاہ دولہ بجنت رسیدہ

مذکورہ بالا شعر میں شاہ دولہ بجنت رسیدہ کے عدد بھی 1085 بنتے ہیں۔

سالانہ عرس مبارک

حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال ہاڑ کی دوسری بدھ سے شروع ہوکر جمعتہ المبارک تک تین دن جاری رہتا ہے۔ عرس مبارک محکمہ اوقاف حکومت پنجاب کے زیر اہتمام نہایت شان وشوکت سے منایا جاتا ہے۔ سالانہ عرس مبارک پر ختم پاک کی عظیم الشان خصوصی محفل ہاڑ کی دوسری جمعرات دن صبح نو بجے جامع مسجد دربار حضرت شاہ دولہ صاحب میں منعقد ہوتی ہے جس میں نعت خوانی اور علماء کرام کے خصوصی بیانات ہوتے ہیں اور آخر میں خصوصی اجتماعی دعا ہوتی ہے۔

دربار حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ پر کثرت سے لوگ حاضری دیتے ہیں۔ خصوصاً جمعرات، جمعہ اور اتوار کو زائرین کا بہت ہجوم ہوتا ہے اور رمضان المبارک میں صبح فجر کے وقت زائرین کا بہت بڑا اجتماع ہوتا ہے۔

راولپنڈی، اسلام آباد کی طرف سے جو قافلے مزارات اولیاء اللہ پر عرس کے مواقع پر لاہور، پاکپتن، ملتان، سلطان باہو، اور سندھ کی طرف جاتے ہیں اور اسی طرح کراچی (سندھ) ملتان، لاہور اور فیصل آباد کی طرف سے جو قافلے زائرین کے

راولپنڈی اور اسلام آباد کی طرف جاتے ہیں راستے میں جاتے ہوئے حضرت شاہ دولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دے کر جاتے ہیں۔

بادشاہی روڈ

مسلمان اور مغل بادشاہ جب کبھی کشمیر یا کابل آتے جاتے تو لاہور سے آتے ہوئے شہر سے دور جی ٹی روڈ ہی سے دربار حضرت شاہدولہ صاحب کے الگ راستے سے آتے تھے۔ جو اب کالو پورہ اور بیگم پورہ محلّہ کے راستہ سے آتا ہے۔ اس گزرگاہ کا نام ہی اس وقت سے بادشاہی روڈ ہے۔ جو دربار حضرت شاہدولہ صاحب کو آ کر ملتی ہے۔

دربار شریف پر حاضری دے کر شہر میں شاہ دولہ گیٹ سے داخل ہوکر قلعہ گجرات میں ٹھہرتے تھے۔ اگرچہ شہر میں چار دروازے اور بھی تھے۔ جو حالات کی نذر ہوکر ختم ہوگئے۔ لیکن شاہ دولہ گیٹ ابھی تک شان وشوکت سے کھڑا ہے۔ اور اس وقت سے دروازہ میں حکومتی عملہ کیلئے رہائشی کمرے بنے ہوئے ہیں۔ جن میں اب پولیس اسٹیشن قائم ہے۔

اسی طرح جب وہ کابل سے گجرات آتے جاتے تو کابلی گیٹ والا راستہ استعمال کرتے۔ یہ راستہ جٹو کل کے نزدیک جی ٹی روڈ پر جا ملتا ہے۔ اب کابلی گیٹ کا بھی کوئی نشان باقی نہیں رہا۔ یہاں بھی اس وقت کی حکومت نے دروازے کے سرکاری عملے کیلئے رہائشی کمرے بنائے ہوئے تھے۔ جن میں اب پولیس اسٹیشن قائم ہے۔

اکثر بادشاہوں نے دربار حضرت شاہ دولہ صاحب کیلئے اردگرد کے علاقہ جات وقف کیے ہوئے تھے۔

Scanned with CamScanner

دربار حضرت شاہ دولہ صاحب اور مسجد کی تعمیر

اعوان شریف ضلع گجرات کے مشہور ومعروف ولی اللہ اور عالم دین حضرت قبلہ قاضی سلطان محمود صاحب آوانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر ومرشد اخوندزادہ حضرت پیر عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ سید وشریف (سوات) کی خدمت اقدس میں کثرت سے حاضری دیا کرتے تھے۔اور پیدل حاضر ہوتے تھے۔

ایک دفعہ آپ کے پیر ومرشد حضرت اخوندزادہ صاحب نے فرمایا مولوی (قاضی صاحب) گھر سے یہاں کتنے دن میں پہنچتے ہو۔آپ نے جواب دیا نو دن میں کبھی دس دن میں یہ سن کر اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تمہارا گھر بہت دور ہے۔ اگر کبھی دل تنگ ہوا کرے تو حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیا کرو خوشحال رہو گے اس حکم کی تعمیل میں حضرت قاضی سلطان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ گجرات حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر حاضر ہوئے اور اس کے بعد پیدل اعوان شریف سے گجرات حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر کثرت سے حاضری دیتے رہے۔

یہ بات مشہور ہے کہ دربار حضرت شاہ دولہ صاحب اور مسجد شاہ دولہ صاحب آج سے تقریباً ایک صدی (سوسال) پہلے حضرت قبلہ قاضی سلطان محمود صاحب آوانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زیر نگرانی اور خاص توجہ کے ساتھ تعمیر کروائی۔

دربار کی عمارت بڑی عالی شان تعمیر کی ہوئی ہے مزار شریف کے اردگرد چاروں طرف برآمدہ ہے اور مزار شریف کے سامنے خوبصورت کشادہ صحن ہے۔جس میں

بوہڑ کا درخت ہے۔

مسجد کا ہال تین گنبدوں پر مشتمل ہے اب مسجد کے ہال کے سامنے ایک برآمدہ اور صحن ہے صحن مسجد سے متصل مسجد کی توسیع کے لیے ایک احاطہ بھی موجود ہے۔جبکہ محکمہ اوقاف دربار شریف اور مسجد کی مزید توسیع کیلئے کوشاں ہے امید واثق ہے کہ بہت جلد توسیع کا کام شروع ہوجائے گا۔

مسجد کے ساتھ جانب جنوب وہ حجرہ مبارک بھی موجود ہے۔جس میں حضرت قبلہ قاضی سلطان محمود صاحب آوانی رحمۃ اللہ علیہ کا قیام ہوا کرتا تھا۔

اب دربار حضرت شاہ دولہ صاحب کے اردگرد دربار کی نسبت سے ایک بہت بڑی آبادی گڑھی شاہ دولہ صاحب کے نام سے موجود ہے۔

اختتامی کلمات

المختصر، حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔عبادت وریاضت، مجاہدات اور ترک وتجرید، صبر وتحمل، فقر وفاقہ، عفو ودرگزر اور قناعت وتوکل میں یگانہ روزگار تھے۔سخاوت اور عطا وبخشش کے لیے مشہور تھے۔ کمالات صوری سے آراستہ تھے۔علم ظاہر وباطن میں دسترس حاصل تھی آپ کی تعلیمات تصوف کا بیش بہا خزانہ ہیں۔آپکا لباس سادہ ہوتا تھا۔گھر میں بھی ایک پرانا بوریا بچھا رہتا تھا۔اور دنیاوی چیزوں سے کسی قسم کا لگاؤ نہیں تھا۔

اپنی تحریر کو اس دعا کے ساتھ ختم کر رہا ہوں۔کہ اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے محبوب ﷺ کی طفیل ہمیں اولیاء کاملین کی صحیح معنوں میں سچی عقیدت عطا فرمائے اور ان کے

Scanned with CamScanner

نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین بحرمۃ سید الانبیاء والمرسلین)

بروز بدھ ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ

بمطابق 25 مئی 2005ء

ماٰخذ ومراجع

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف/مترجم	سن اشاعت	پبلشر
۱	کنز الایمان	مترجم: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ	1978ء	ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور
۲	خزائن العرفان	مفسر: صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ	1978ء	ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور
۳	صحیح بخاری	حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ		
۴	بہار شریعت	حضرت مولانا امجد علی اعظمی سنی حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ		مکتبہ اسلامیہ لاہور
۵	کشف المحجوب	حضرت علی بن عثمان الہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ مترجم (علامہ مفتی حکیم غلام معین الدین نعیمی)	1978ء	نوری بک ڈپو لاہور
۶	مقامات محمود	نواب معشوق یار جنگ بہادر	2004ء	استقلال پریس لاہور

۷	تذکرہ حضرت شاہ دولہ دریائی اور انکا خاندان	ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعہ داری	1983ء	
۸	ضلع گجرات تاریخ، ثقافت، ادب	ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعہ داری	1995ء	پاکستان پنجابی ادبی بورڈ لاہور
۹	حیات وتعلیمات حضرت شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر شریف کنجاہی	1995ء	معارف اولیاء محکمہ اوقاف پنجاب لاہور
۱۰	ہفت روزہ اخبار جہاں 14 تا 20 اگست 21 تا 27 اگست	جنگ	اگست 2000ء	

تمام اہل اسلام کی خدمت میں اہم گذارشات

۱۔ پانچ وقت کی نماز باجماعت پابندی سے ادا کریں۔

۲۔ رمضان المبارک کے فرض روزے باقاعدگی سے رکھیں۔

۳۔ باقاعدگی سے اپنے مالوں کی زکوٰۃ اور فصلوں کا عُشر ادا کریں۔

۴۔ حج بیت اللہ کی استطاعت ہو تو فریضہ حج ضرور ادا کریں۔

۵۔ اپنا، اپنی اولاد، عزیز واقارب اور دوست واحباب کی دینی تعلیم وتربیت کا خصوصی خیال رکھیں۔

۶۔ عقائد اہلسنت اور ضروری دینی مسائل کی مکمل معلومات حاصل کریں۔ اگر دینی مسائل میں کوئی مشکل پیش آئے یا وضاحت کی ضرورت ہو تو علماء اہلسنت وجماعت سے رابطہ رکھیں۔

۷۔ علماء کرام اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کریں اور بُرے لوگوں اور بُرے کاموں سے دور رہیں۔

۸۔ حلال کمائیں اور حلال کھائیں۔

۹۔ اگر اولاد سے خدمت اور فرمانبرداری چاہتے ہیں تو اولاد کو قرآن وحدیث کا علم سکھائیں۔ کیونکہ ادب اور خدمت علم دین ہی سکھاتا ہے۔

۱۰۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو صحیح طور پر ادا کرنے کی پوری کوشش کریں غیروں (یہود، ہنود اور نصاریٰ) کے طریقے چھوڑ کر اپنے آقا مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ مبارک کو اپنائیں۔

Scanned with CamScanner